بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
Regd. No. L. 5254

الفضل ربوہ

اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللہِ یُؤتِیہِ مَن یَّشَاءُ
عَسٰۤی اَن یَّبعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحمُودًا

خطبہ روزنامہ نمبر (۲)

فی پرچہ ۱ نہ

یوم: — یکشنبہ

جلد ۴۴/۹ | ۹ ر صلح ۱۳۳۴ ہش | ۹ ر جنوری ۱۹۵۵ء | نمبر ۸

اخبار احمدیہ

ربوہ ۸ ر جنوری۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج کی اطلاع مظہر ہے کہ "کل جمعہ کے بعد سے نزلہ پھر زیادہ ہو گیا ہے اور طبیعت بھی ٹھیک نہیں ہے" احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

قادیان ۸ ر جنوری۔ (بذریعہ تار) حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی ربوہ سے بخیر و عافیت قادیان واپس پہنچ گئے ہیں۔ الحمد للہ۔

ربوہ ۸ ر جنوری۔ الفضل کے ربوہ سے جاری ہونے کی خوشی میں مکرم مولانا ابو العطاء صاحب ایڈیٹر ماہنامہ الفرقان نے الفضل کے عملہ ادارت کو چائے پر مدعو کیا۔ جس میں دیگر مقامی جرائد کے ایڈیٹر صاحبان نے بھی شرکت فرمائی۔

خطبہ جمعہ (۲)

تم نے لوگوں کے قلوب فتح کرنے ہیں اور یہ کام فرشتوں کی مدد کے بغیر نہیں ہو سکتا

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ذکر الٰہی اور عبادت کرنے سے فرشتوں کی مدد حاصل ہوتی ہے

جلسہ سالانہ کے ایام کو زیادہ سے زیادہ ذکر الٰہی اور عبادت میں صرف کرنا چاہیئے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۴ ر دسمبر ۱۹۵۴ء بمقام ربوہ

خطبہ نویس: سلطان احمد صاحب پیر کوٹی

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

آج جمعہ میں شامل ہونے کے لئے سینکڑوں بلکہ ہزاروں ہزار احباب تشریف لائے ہیں۔ ان کے آج ہی یہاں آجانے کی غرض یہ ہے کہ وہ نماز جمعہ میں شامل ہو جائیں۔ لیکن جمعے تو سال میں آتے ہی رہتے ہیں۔ وہ ان جمعوں میں شامل ہونے کے لئے یہاں کیوں نہیں آتے۔ بظاہر ہے کہ انہوں نے یہ سمجھا کہ وہ اس سال کے جلسہ کو جمعہ کے مبارک دن سے شروع کریں اور اس کی برکتوں کے طفیل مزید برکات حاصل کریں۔ اسکے سوا اور کوئی غرض ان کے یہاں جلد آنے کی سمجھ میں آتی نہیں لیکن اگر ان کے جلدی آنے کی یہی غرض ہے کہ وہ اس سال کے جلسہ کو جمعہ کے مبارک دن سے شروع کریں۔ اور اس کی برکتوں کی وجہ سے مزید برکات حاصل کریں۔ تو جمعہ کو اس طرح استعمال کرنا چاہیئے۔ کہ جلسہ کی

برکات پہلے سے بڑھ جائیں

اور جلسہ کی برکات بڑھنے کا ذریعہ وہی ہو سکتا ہے۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ جب بھی کوئی اسلامی اجتماع ہو۔ تو ذکر الٰہی اور عبادت زیادہ کی جائے۔ تم تمام اجتماعوں کو دیکھ لو۔ ان میں اور دوسرے لوگوں کے اجتماعوں میں یہی فرق نظر آتا ہے کہ ان میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ذکر الٰہی اور عبادت پر زور دیا ہے۔ اور دوسرے لوگوں کے اجتماعوں میں ذکر الٰہی اور عبادت نہیں ہوتی۔ ہم حج کے لئے جاتے ہیں تو وہاں بھی ذکر الٰہی ہوتا ہے۔ عیدین جاتے ہیں تو وہاں بھی ذکر الٰہی ہوتا ہے۔ شادی اور بیاہ کے لئے جاتے ہیں۔ تو وہاں بھی ذکر الٰہی ہوتا ہے جنازہ کے لئے جاتے ہیں تو وہاں بھی ذکر الٰہی ہوتا ہے گویا ہمارے سب اجتماعوں کو

بابرکت بنانے کا نسخہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی بیان فرمایا ہے کہ ان میں ذکر الٰہی اور عبادت زیادہ کی جائے۔ اور تمہارے لئے تو یہ اور بھی اہم بات ہے اس لئے کہ تم کوئی سیاسی جماعت نہیں ہو۔ تم ایک خالص مذہبی جماعت ہو۔ اور پھر مذہبی جماعت بھی عیسائی نہیں ہو۔ ہندو نہیں ہو۔ زرتشتی نہیں ہو۔ بدھ نہیں ہو۔ تم خالص اسلامی مذہبی جماعت ہو۔ اور خالص اسلامی مذہبی جماعت کا مقام درحقیقت یہی ہے کہ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ڈیوڑھی کے پہریدار ہوتے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے اس دنیا کے لئے قطب بنایا ہے۔ ساری روحانی دنیا آپ کے گرد گھومتی ہے۔ اسلئے آپ کا وجود دنیا کے قیام کے لئے

نہایت ضروری ہے

اور جو لوگ آپ کے تابع ہیں۔ ان کا اصل کام یہی ہوتا ہے۔ کہ وہ آپ کے لائے ہوئے نور کو زندہ رکھیں۔ اگر یہ نور مٹ گیا۔ تو کہیں روشنی نہیں مل سکیگی اور اگر یہ نور قائم رہا۔ تو کوئی ظلمت باقی نہیں رہیگی جب ظلمت کدہ میں ایک ہی چراغ ہو۔ تو تم جانتے ہو کہ اس کی کتنی قیمت بڑھ جاتی ہے۔ کیونکہ اس کے بجھنے سے اندھیرا ہی اندھیرا ہو جاتا ہے۔ اور اس کے جلنے سے اندھیرے کا کلی طور پر خاتمہ ہو جاتا ہے پس تمہارا وجود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ڈیوڑھی کے پہریداروں کے طور پر ہے۔ جن کا کام مکین کی حفاظت کرنا ہوتا ہے۔ لیکن اگر تم غور سے دیکھو۔ تو تمہیں معلوم ہو گا کہ اس کا مکین جس طرح اس دنیا میں یتیم آیا تھا۔ اب بھی اسی طرح یتیم ہے۔ ساری دنیا اس کی دشمن ہے۔ اور ہر مذہب و ملت کے لوگ اس کے مخالف ہیں اور

آپ کے نور کو

ختم کرنے کی کوشش میں ہیں۔ پھر تم جانتے ہو کہ جب دشمن تھوڑی تعداد میں ہوتے ہیں۔ تو تھوڑے پہریدار بھی کافی ہوتے ہیں۔ لیکن جب دشمن زیادہ تعداد میں ہوں۔ تو تھوڑے پہریدار اپنے فرض کے ادا کرنے میں خطرہ محسوس کرتے ہیں۔ وہ یہ تو کر سکتے ہیں۔ کہ اپنی جانیں قربان کر دیں۔ لیکن ان کے مقرر کرنے کا صرف یہی مقصد نہیں ہوتا کہ وہ اپنی جانیں قربان کر دیں۔ بلکہ ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ مکین کی حفاظت کریں۔ لیکن جانیں قربان کرنا تو ان کے بس کی بات ہے اپنے مالک اور آقا کی حفاظت کرنا ان کے بس کی بات نہیں۔ کیونکہ حفاظت کرنا دراصل فرشتوں کا کام ہے۔ جو ہر انسان کا

اعمال نامہ جانتے ہیں

وہ جانتے ہیں کہ اصل دشمن کون ہے۔ زیادہ منظم دشمن کون ہے۔ اور کامیابی کے سامان رکھنے والا دشمن کون ہے۔ پھر وہ جانتے ہیں کہ دشمن کس طرح حملہ کرے گا اور کس وقت حملہ کریگا۔ پس تم آج رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈیوڑھی کے پہریدار ہو۔ اور تم اپنا فریضہ ادا کرنے میں تبھی کامیاب ہو سکتے ہو۔ جب ملائکہ تمہارے ساتھ ہوں۔ اور ملائکہ کو اپنے ساتھ کھینچ لانے کا ذریعہ یہی ہے کہ جس مجلس میں خدا تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے

خدا تعالیٰ کے فرشتے

اس میں اتر آتے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب تم مساجد میں نماز ادا کرتے ہو۔ تو خدا تعالیٰ کے فرشتے اترتے ہیں پس تم اپنے فرض کو اس طرح ادا کرو کہ ذکر الٰہی تمہاری زبان پر جاری ہو۔ اور نمازوں میں تمہیں شغف اور رغبت ہو۔

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا۔

پس جلسہ کی برکات حاصل کرنے اور ان سے فائدہ اٹھانے کے لئے چاہئے کہ تم ان ایام میں ذکر الٰہی زیادہ کرو۔ جو لوگ تمہارے بعد آئیں گے وہ بھی مخلص ہوں گے اور نیک ارادہ سے یہاں آئیں گے۔ لیکن تم نے جلدی آکر ثابت کر دیا ہے کہ تم اخلاص کا زیادہ مظاہرہ کرنا چاہتے ہو۔ تم دو دن قبل یہاں آگئے ہو تا جمعہ کی برکات سے فائدہ اٹھالو۔ پس تم السابقون الاولون ہو۔ اور سابق ہونے کے لحاظ سے تمہارا فرض ہے کہ تم بعد میں آنے والوں کو بھی کہو کہ وہ جلسہ کی برکات سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں اور ان ایام کو

ذکر الٰہی اور عبادت

میں صرف کریں۔ تم ملک کے ہر علاقہ۔ ہر شہر اور ہر حصہ سے آئے ہو۔ اگر تم جلسہ کے ایام سے حقیقی فائدہ اٹھانا چاہتے ہو تو تم اپنے اوپر یہ فرض عاید کرلو کہ تم اپنے وطن اپنے علاقہ۔ اپنے شہر اور اپنے گاؤں کے لوگوں کو سمجھاؤ گے کہ ہم نے یہاں آکر اپنے یہ فرائض سمجھے ہیں۔ ہم یہ فرائض آپ کو بتاتے ہیں اور خود بھی ان پر عمل کریں گے۔ بعد میں آنے والے بھی یقیناً اخلاص اور ایمان رکھتے ہیں۔ اور اگر بعد میں آنے والے بھی اخلاص اور ایمان رکھتے ہیں تو یہ دو ہزار دوست اگر اس کام میں لگ جائیں تو ان کے لئے یہ مشکل امر نہیں کہ وہ بعد میں آنے والے چالیس پچاس ہزار لوگوں کو سمجھا سکیں۔ ربوہ کے رہنے والوں اور جلسہ کے لئے آئے ہوئے مہمانوں کو ملا کر ربوہ کی آبادی اس وقت آٹھ دس ہزار کی ہو گی۔ اگر چالیس پچاس ہزار لوگ اور آجائیں تو اس کا یہ مطلب ہے کہ ایک آدمی کے حصہ میں پانچ پانچ آدمی آئیں گے اور اگر یہاں کے عورتوں اور بچوں کو نکال دیا جائے تو پندرہ بیس آدمی ایک شخص کے حصہ میں آئیں گے اور ایک آدمی کا پندرہ بیس آدمیوں تک یہ پیغام اس رنگ میں پہنچا دینا کہ ان کے اندر خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو جائے کوئی مشکل کام نہیں۔ کیونکہ بعد میں آنے والے بھی انہی نیتوں سے یہاں آئیں گے جن نیتوں سے تم یہاں آئے ہو۔ وہ بھی تمہاری طرح دیندار ہیں اور اخلاص رکھتے ہیں۔ پس میں امید رکھتا ہوں کہ تم سب خصوصیت سے جلسہ کے ایّام کو ذکر الٰہی اور عبادت میں گذارو گے تا خدا تعالیٰ کے فرشتے اتر آئیں۔ اور تمہارا کام جو مشکل ہے آسان ہو جائے۔ ہمارا کام

قلوب سے تعلق

رکھتا ہے اور ظاہر ہے کہ ہم لوگوں کے قلوب تک نہیں پہنچ سکتے۔ جو لوگ بادشاہوں کے پہرے دار ہوتے ہیں ان کے پاس بندوقیں ہوتی ہیں۔ ریوالور ہوتے ہیں۔ تلواریں ہوتی ہیں۔ اس لئے ان کا کام مشکل نہیں ہوتا۔ کیونکہ دشمن کے پاس بھی اس قسم کی بندوقیں ریوالور اور تلواریں ہوتی ہیں۔ لیکن وہ فصیلوں اور ڈیوڑھیوں کے اندر ہوتے ہیں اور دشمن باہر ہوتا ہے اس لئے وہ دشمن سے زیادہ مضبوط ہوتے ہیں۔ ان کے آگے اور پیچھے دیواریں ہوتی ہیں جو انہیں پناہ دینے والی ہوتی ہیں۔ لیکن دشمن ان سہولتوں سے محروم ہوتا ہے۔ تمہارے سپرد

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ڈیوڑھی کا پہرہ

ہے۔ اس ڈیوڑھی کا پہرہ بندوقوں۔ ریوالوروں اور تلواروں کے ذریعہ نہیں دیا جا سکتا۔ جو شخص اس ڈیوڑھی کا پہرہ بندوقوں ریوالوروں اور تلواروں سے دیگا۔ وہ بے وقوف ہے۔ کیونکہ تمہارا کام تو یہ ہے۔ کہ تم

لوگوں کے قلوب تک پہنچو

اور اس کے لئے بندوقوں۔ ریوالوروں اور تلواروں کی ضرورت نہیں ہوتی۔ بلکہ تبلیغ حقّہ اور فرشتوں کی مدد کی ضرورت ہوتی ہے۔ جنہیں دلوں کا رستہ معلوم ہوتا ہے۔ تمہیں کوئی ایسا طریق معلوم نہیں۔ جس سے تم دلوں تک پہنچ سکو۔ لیکن فرشتوں کو دلوں تک پہنچنے کا طریق معلوم ہے۔ وہ باطن اور ظاہر دونوں پر مقرر ہیں۔ ان کے ذمہ یہ کام لگایا گیا ہے۔ کہ وہ بنی نوع انسان کے اعمال۔ خیالات اور جذبات لکھیں۔ اور وہ یہ کام اس وقت تک نہیں کر سکتے۔ جب تک ان کے قلب اور دماغ تک نہ پہنچیں۔ پس جس چیز کی حفاظت تمہارے سپرد کی گئی ہے۔ اس کی حفاظت کے سامان فرشتوں کے پاس ہیں۔ تمہارے پاس نہیں پس تم وہ طریق اختیار کرو۔ جس کے ذریعہ تمہیں وہ سامان میسر آجائیں۔ دنیوی جنگوں میں دیکھ لو۔ اگر کسی فریق کے پاس گولہ بارود اور دوسرے سامان حرب نہ ہوں۔ تو لوگ اسے بے وقوف سمجھتے ہیں۔ مسلمانوں کو تباہی کے گڑھے میں اس چیز نے گرایا تھا۔ کہ انہوں نے اخلاص اور ایمان کو کافی سمجھا۔ اور دنیوی سامان حرب مہیا نہ کیا نتیجہ یہ ہوا کہ دشمن جیت گیا۔ اور مسلمانوں پر آج نکبت اور ذلت کا زمانہ آیا ہوا ہے۔ انہوں نے اس چیز کے متعلق غور نہ کیا۔ کہ ان کا دشمن کس قسم کے اسلحہ سے مسلّح ہے۔ انہوں نے یہی سمجھا کہ اس کے ارادے نیک اور اعلیٰ ہیں۔

نتیجہ یہ ہوا

کہ دشمن جیت گیا۔ اور مسلمان تباہ و برباد ہو گئے۔ تمہارا گولہ بارود۔ بندوقیں اور تلواریں ذکر الٰہی ہے۔ ظاہری تلوار بندوق اور گولہ بارود کی بھی بے شک حکومت کو ضرورت ہے۔ اور تمہارا بھی فرض ہے۔ کہ ضرورت کے وقت تم اپنی جانیں حکومت کے سپرد کر دو۔ لیکن جماعتی کاموں میں تمہیں ظاہری سامان حرب کی ضرورت نہیں۔ جماعتی کاموں میں تمہیں استغفار اور دعا کی ضرورت ہے۔ کسی بزرگ کا ایک واقعہ لکھا ہے۔ کہ اس کا ایک ہمسایہ رات دن ناچ اور گانے میں مشغول رہتا تھا۔ اور اس طرح ان کی عبادت میں خلل واقع ہوتا تھا۔ بزرگ نے اسے کہلا بھیجا کہ تمہارے ہاں رات دن قوالیاں اور ناچ گانا ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے میری عبادت خراب ہوتی ہے۔ تم ان کاموں سے باز آجاؤ۔ اس ہمسایہ نے کہا۔ میں اپنے گھر میں قوالیاں ناچ اور گانے کراتا ہوں اس سے مجھے روکنے کا تمہیں کوئی حق نہیں۔ تم اپنے گھر میں عبادت کرو۔ مجھے اس سے کوئی تعلق نہیں۔ میں آپ کو اس سے منع نہیں کرتا۔ انہوں نے جواب دیا۔ آپ کے ناچ اور گانے میری

عبادت میں مخل ہوتے ہیں

لیکن میری عبادت آپ کے کاموں میں مخل نہیں ہوتی۔ اس لئے مجھے حق ہے کہ میں آپ کو ان حرکات سے روکوں۔ اس نے کہا میں ناچ اور گانے کراؤں گا تم میں طاقت ہے تو مجھے روک لو۔ اس پر اس بزرگ نے کہا۔ اچھا میں تمہیں ان باتوں سے روکوں گا۔ شخص بادشاہ کا منظور نظر تھا۔ اس نے بادشاہ سے کہا۔ فلاں شخص نے مجھے اس طرح دھمکی دی ہے۔ میری حفاظت کا سامان کر دیا جائے۔ چنانچہ بادشاہ نے فوج کا ایک دستہ اس کی حفاظت کے لئے مقرر کر دیا۔ بادشاہ کی مدد پہنچنے کے بعد اس شخص نے اپنے ہمسائے کو کہلا بھیجا۔ کہ شاید آپ نے مجھ سے لڑائی کرنی تھی۔ میں نے بادشاہ سے فوج کا ایک دستہ حاصل کر لیا ہے اگر آپ مقابلہ کرنا چاہتے ہیں۔ تو بے شک کر لیں۔ اس بزرگ نے جواب دیا۔ ہم تمہارا مقابلہ تو کریں گے۔ لیکن ظاہری سامان اور ہتھیاروں سے نہیں بلکہ ہم

رات کے تیروں سے

تمہارا مقابلہ کریں گے۔ تم مقابلہ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اس شخص کے اندر خدا تعالیٰ کا کسی قدر خوف باقی تھا۔ وہ مسلمان کہلاتا تھا۔ اور قرآن کریم سنتا تھا۔ اس کے اندر کی روحانیت کی چنگاری بھڑکی۔ اور جب اس بزرگ کے پیغامبر نے اسے یہ پیغام دیا۔ تو اسکی چیخ نکل گئی۔ اور اس نے کہا۔ تم ان سے کہہ دو آئندہ ناچ اور گانے نہیں ہوں گے۔ کیونکہ رات کے تیروں کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہ مجھ میں ہے اور نہ بادشاہ میں ہے۔ پس تم نے لوگوں کے قلوب تک پہنچنا ہے۔ اور اس کے لئے تمہیں فرشتوں کی مدد کی ضرورت ہے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ و اٰلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ

فرشتوں کی مدد

اس وقت آتی ہے۔ جب تم ذکر الٰہی اور عبادت کرو۔ پس تم ان ایام کو ذکر الٰہی اور عبادت میں صرف کرو۔ اور آنے والوں کو بھی سمجھاؤ۔ شاید بعد میں آنیوالے پہلے آنے والوں سے زیادہ عمل کرنے والے ہوں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا۔ تم میری باتوں کو دوسروں تک پہنچاؤ۔ کیونکہ ممکن ہے کہ وہ سننے والوں سے زیادہ عمل کرنے والے ہوں۔ اگر تم اس ہدایت پر عمل کرو۔ تو میں سمجھتا ہوں۔ کہ چند سال میں تمہاری کایا پلٹ سکتی ہے۔ لیکن مشکل یہ ہے۔ کہ تم خطبات سنتے ہو۔ لیکن ان پر عمل نہیں کرتے۔ تم ایک کان سے بات سنتے ہو۔ اور دوسرے سے نکال دیتے ہو۔ تم پیغام کو دوسروں تک نہیں پہنچاتے اگر تم خطبات سن کر ان پر عمل کرو۔ اور پھر انہیں دوسروں تک پہنچاؤ۔ تو تم دیکھو گے کہ فرشتے تم پر نازل ہوں گے۔ اور تمہارا کام جو اس وقت مشکل نظر آرہا ہے۔ آسان ہو جائے گا۔ دنیا میں سحر اور جادو کی باتیں مشہور ہیں۔ ہمارے نزدیک تو یہ باتیں بہت درست نہیں۔ لیکن اگر یہ سچی بھی ہوں۔ تو خدا تعالیٰ کا سحر ان سے بہت بڑا ہے۔ تم نے جادو کی بعض کتابیں پڑھی ہوں گی۔ بعض لوگوں کے نزدیک ان کا پڑھنا جائز نہیں۔ میں نے تو یہ کتابیں بھی پڑھی ہیں۔ گو ان کو وہم اور جنون سمجھتا ہوں۔ اور اب بھی موقعہ ملے۔ یا طبیعت خراب ہو۔ تو اس قسم کی کتابیں اٹھا کر پڑھ لیتا ہوں۔ اس سے طبیعت بہلنے کے علاوہ دوسرے لوگوں کی بیوقوفیاں بھی ظاہر ہو جاتی ہیں۔ بہرحال اگر تم نے اس قسم کی کتابیں پڑھی ہوں۔ تو تم نے پڑھا ہو گا۔ کہ فلاں نے جادو کیا۔ اور زنجیریں آپ ہی آپ کھل گئیں۔ جادو سے زنجیریں کھلتی ہیں یا نہیں اس کو چھوڑو لیکن جب خدا تعالیٰ کے فرشتے آجاتے ہیں۔ تو

دل کی زنجیریں

ضرور کھل جاتی ہیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے انہیں اس کام پر مقرر کیا ہے۔ کہ وہ ہر جگہ جائیں۔ اور انسان کے جذبات۔ خیالات اور اعمال لکھنے جائیں۔ تم دیکھتے ہو۔ کہ جس شخص کو گورنمنٹ نے مقرر نہیں کیا۔ وہ کسی کے گھر جاتا ہے۔ تو اسے پہلے دروازہ کھٹکھٹانا پڑتا ہے۔ لیکن اگر گورنمنٹ پولیس کو کسی کی جائیداد ضبط کرنے کا حکم دے۔ تو اسے اندر جانے کی اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اسی طرح فرشتوں کی بھی ڈیوٹیاں مقرر ہیں۔ انہیں اپنی ڈیوٹی کے سلسلہ میں کسی مکان کے اندر جانا ہو۔ تو اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جس طرح کسی لنگر کے باورچی یا نانبائی کو لنگر میں آنے کے لئے

اجازت کی ضرورت

نہیں ہوتی۔ بورڈنگ کے طالب علم کو بورڈنگ کے اندر آنے کے لئے کسی اجازت کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ہوٹل کے کمرے میں رہنے والے کو ہوٹل میں جانے کے لئے اجازت طلب کرنی نہیں پڑتی۔ اسی طرح فرشتے جنہیں

دلوں کی نگرانی کے لئے

خدا تعالیٰ نے مقرر کیا ہے۔ وہ بھی اندر جانے کے لئے کسی کی اجازت کے محتاج نہیں۔ ان کے آگے

دلوں کے دروازے

آپ ہی آپ کھل جاتے ہیں۔ پس اگر تم اپنے مقصد میں کامیاب

ہونا چاہتے ہو۔ تو تمہارا فرض ہے کہ تم فرشتوں کو اپنی مدد کے لئے بلاؤ۔ اور ان سے کام لو۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خود سنا ہے کہ جب کوئی بادشاہ یا امیر کسی جگہ جاتا ہے۔ تو اس کا اردلی بھی ساتھ جاتا ہے۔ اسے اندر جانے کی اجازت طلب کرنی نہیں پڑتی۔ مثلاً اگر وائسرائے کسی گورنر کو بلائے۔ تو وہ تو بلانے پر جائیگا مگر اس کا اردلی گورنر جنرل کے گھر پر بغیر کسی کی دعوت کے جائے گا۔ گورنر کی دعوت میں اس کے محافظ اور خادم شامل ہوں گے اس لئے تمہاری حالت کتنی بھی ادنیٰ ہو اگر تم

فرشتوں سے تعلقات پیدا کرلو

تو وہ جہاں بھی جائیں گے۔ تم ان کے ساتھ جاؤ گے۔ تم ان کے اردلیوں اور چپڑاسیوں میں شامل ہو جاؤ گے۔ اگر وہ لوگوں کے دلوں اور دماغوں میں جائیں گے۔ تو تم بھی ان کے ساتھ جاؤ گے۔ پس تم اس عظیم الشان طاقت کو سمجھو جسے خدا تعالیٰ نے تمہارے لئے بنایا ہے۔ تمہاری قوت روحانیت کے ساتھ وابستہ ہے۔ تم اسے مضبوط بنانے کے لئے فرشتوں کے ساتھ زیادہ سے زیادہ تعلقات پیدا کرو۔ تا تمہیں لوگوں کے قلوب تک پہنچ حاصل ہو جائے۔ اگر تمہیں لوگوں کے قلوب تک پہنچ حاصل ہو جائے۔ تو سارے پردے دور ہو جائیں گے اور جہاں خدا تعالیٰ کا نور پہنچے گا۔ تم بھی وہاں پہنچ جاؤ گے۔ پس تم

اپنی ذمہ داریوں کو سمجھو

اور جس شوق سے تم یہاں آئے ہو اسے پورا کرنے کے سامان پیدا کرو۔ اس طرح نہ ہو کہ جس طرح کشتی دیکھنے کے لئے کچھ لوگ پہلے آجاتے ہیں تم بھی یہاں آگئے ہو۔ تمہارا یہاں آنے کا مقصد وہی ہے۔ جو السابقون الاولون کا مقصد ہوتا ہے۔ اور سابق کا اصل مقام ہوتا ہے۔ کہ وہ خدا تعالیٰ کا مقرب بنے۔ پس اپنے پہلے آنے کی لاج رکھتے ہوئے تم اپنے آپ کو

خدا تعالیٰ کا مقرب بناؤ

اور دوسروں کو بھی اپنے ساتھ شامل کرنے کی کوشش کرو۔ تا تمہارا یہاں آنا خدا تعالیٰ اور دوسرے لوگوں کی نظر میں مقبول ہو۔

ہر صاحب استطاعت احمدی

کا فرض ہے کہ اخبار

الفضل خود خرید کر پڑھے

روزنامہ الفضل لاہور

مورخہ ۹ رجنوری ۱۹۵۵ء

اصل سوال

کل ہم نے مولانا راغب احسن صاحب ایم۔ اے نائب صدر جمعیۃ العلما پاکستان ڈھاکہ کے ایک طویل مضمون سے جس میں انہوں نے بعض اسلامی ممالک کی اسلام کے نام پر کھڑی ہونے والی جماعتوں کا تجزیہ فرمایا ہے کچھ اقتباسات پیش کئے تھے۔ مولانا نے اپنے اس مضمون میں پاکستان کی مودودی پارٹی اور اخوان المسلمون کا موازنہ کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش فرمائی ہے کہ پاکستان کی مودودی پارٹی کی کیا کیا غلطیاں ہیں۔ اور ان کے عقائد اسلام سے کیا تعلق رکھتے ہیں۔ اور وہ مسلمانوں کے لئے کتنی خطرناک ہے۔ اس کے علی الرغم آپ کی رائے میں اخوان المسلمون کے عقائد صحیح ہیں۔ وہ ایک اچھی اسلامی تحریک ہے۔ اس میں خوبیاں ہی خوبیاں ہیں کوئی نقص نہیں۔ اور کہ پاکستان کی مودودی پارٹی نے حالیہ مصری اندوہناک واقعات میں اخوان المسلمون کی حمایت کر کے اسے نقصان پہنچایا ہے۔ کیونکہ اس سے یہ غلط فہمی پیدا ہوتی ہے۔ کہ مودودی پارٹی اور اخوان کی پالیسی اور سرگرمیاں ایک سی ہیں حالانکہ دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں کہ:۔

”سب سے بڑا ظلم ناکافی معلومات کی وجہ سے یہ کیا گیا ہے کہ پاکستان اور ہندوستان میں عام طور پر مصر کی اخوان المسلمون اور پاکستان کی مودودی پارٹی کو ہم مسلک خارجی اور خروجی ہنگامہ آور جماعتیں تصور کیا گیا ہے جو بڑی غلط فہمی ہے۔ مودودی پریس نے اخوان کی حمایت میں آواز بلند کر کے اخوان کو زیادہ بدنام کیا ہے۔“

اس کے بعد مولانا موصوف نے مودودی پارٹی اور اخوان کا موازنہ و مقابلہ کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش فرمائی ہے۔ جیسا کہ ہم نے اوپر کہا ہے کہ مودودی پارٹی تو بہمہ وجوہ نہایت غلط پارٹی ہے۔ مگر اخوان سراسر فرشتہ خصلت اور اسلام کا زندہ نمونہ ہیں۔ مودودی پارٹی سے اخوان کا مقابلہ کرنے کے بعد مولانا موصوف نے اخوان اور انقلابی کونسل کے جھگڑے کے متعلق ایک طویل بحث فرمائی ہے۔ اور اس بحث میں تقریباً وہی انداز اختیار کیا ہے۔ جو مودودی پارٹی نے کیا ہے۔ یعنے اخوان کو تو سراسر فرشتہ اور کرنل عبدالناصر کو مسولینی اور ہٹلر بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت الفاظ سے یاد فرمایا ہے۔ اور اس طرح خود بھی اصولاً اسی فعل کے مرتکب ہوئے ہیں جس کا الزام وہ مودودی پارٹی پر محض اس لئے لگا رہے ہیں۔ کہ ان کی دانست میں مودودی اور اخوان کی پالیسی اور سرگرمیاں۔ عقائد اور اغراض و مقاصد ایک دوسرے سے مختلف ہیں وہ اس بات کو نظر انداز کر گئے ہیں۔ کہ جس طرح وہ اور پاکستان کے دوسرے علمائے کرام مودودی صاحب اور مودودی پارٹی سے اختلاف رکھتے ہیں۔ اور انہیں اسلام سے مبرا سمجھتے ہیں۔ اسی طرح علمائے ازہر نے بھی اخوان کو خارج از اسلام قرار دیا ہے۔ اور مصر کے دوسرے علماء اور غیر علماء با خدوں نے بھی ان کے عقائد اور سرگرمیوں کی مذمت کی ہے۔ اخوان کے متعلق مولانا راغب احسن نے جو حسن ظنی فرمائی ہے۔ اور ان کی حمایت میں قلم اٹھایا ہے۔ اور ان کے مقابلہ میں مصری حکومت کی انتہائی مذمت کی ہے۔ اور کرنل جمال عبدالناصر کے متعلق یہاں تک فرمایا ہے کہ

” جمال ناصر نے ہٹلر اور مسولینی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے انا ولا غیری کا نعرہ بلند کیا“

ہمیں اس کی تردید کرنے کی ضرورت نہیں ان کی رائے صحیح ہوگی۔ ہمیں اس سے بحث نہیں۔ اور نہ ہم اخوان کے دشمن ہیں مگر ہم صرف اتنا عرض کرتے ہیں کہ یہ تو ایک مسلمہ اور ظاہر و باہر واقعہ ہے۔ کہ اخوان اور مصری حکومت میں تصادم ہوا اور نہایت خطرناک تصادم ہوا۔ جس کے نتیجہ میں کئی ایک مسلمانوں کو پھانسی پر لٹکنا پڑا۔ اور سینکڑوں مسلمانوں کو جیل میں جانا پڑا۔ جن میں سے کئی ایک کو عمر قید کی سزا ہوئی۔

یہ اندوہناک واقعہ کیوں ہوا؟ یہ پر درد سانحہ کس طرح ظہور میں آیا۔ ہم فرض کر لیتے ہیں کہ چلو کرنل جمال ناصر نے اخوان کے بارے میں ہٹلری اور مسولینیت دکھائی۔ سوال یہ ہے کہ انہیں اس کی کیوں ضرورت پڑی؟ ہم یہ بھی فرض کر لیتے ہیں کہ اخوان سراسر حق پر تھے اور انقلابی کونسل میں جو اختلافات پیدا ہوئے اس میں اخوان سراسر حق پر تھے۔ اور انقلابی کونسل سراسر غلطی پر تھی ہم یہ سب باتیں فرض کر لیتے ہیں۔ اور مولانا راغب احسن صاحب سے ان تمام باتوں سے اتفاق کر لیتے ہیں۔ پھر بھی ایک سوال باقی رہ جاتا ہے۔ جس پر اس زمانہ میں مسلمان اقوام کے اس دور بحرانی میں اسلام کے اس ضعف و کمزوری کے عہد میں غور کرنا لازمی ہے سوچنا از حد ضروری ہے۔ اور سوچ بچار کے بعد کسی نتیجہ پر پہنچنا نہایت اہم ہے۔ ورنہ اگر اس سوال پر غور نہ کیا گیا۔ اور اس نہایت اہم بلکہ بنیادی سوال کو حل نہ کیا گیا۔ تو مشرق سے لے کر مغرب تک اور شمال سے لے کر جنوب تک جو اسلامیوں کا سمندر بچھا ہے۔ اس کی خوشحالی کے لئے ہمیں ہمیشہ کے لئے مایوس ہو جانا چاہیئے۔

آخر یہ کیا مصیبت ہے کہ اسلام کے نام پر اسلامی ممالک میں ایسی خونریزی تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ جو نہ صرف مسلمانوں کو بلکہ اسلام اور سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو غیر اقوام میں بدنام کر جاتی ہے۔ اور ہم دیکھتے رہ جاتے ہیں۔ انڈونیشیا کی دار السلام پارٹی ہو یا ایران کی فدائیان اسلام پارٹی۔ مصر کے اخوان ہوں یا پاکستان کی مودودی پارٹی اور یا کوئی اسی قسم کی دوسرے اسلامی ممالک میں پارٹیاں ہوں۔ آخر سوال پیدا ہوتا ہے کہ خواہ ان میں عقائد اور کردار کا کتنا اختلاف ہو کیا ان سب میں ایک مشترکہ چیز نہیں؟ اور وہ ہے مسلمانوں کی قائم شدہ حکومت سے ٹکراؤ ایسا ٹکراؤ جس سے اپنی ہی قوم اور اپنے ہی ملک کے اندر انتشار اور بدامنی پھیلنے کا اندیشہ ہے۔ مسلمانوں کے ایک دوسرے کے گلے کاٹنے کا خطرہ ہے ہمیشہ کے لئے خانہ جنگی جاری رہنے کا خدشہ ہے ملکی اور قومی تباہی کا دغدغہ ہے۔

سوال یہ نہیں ہے کہ کون حق پر ہے اور کون باطل کی پرستاری کرتا ہے۔ سوال یہ بھی نہیں ہے کہ کون تشدد کا قائل ہے اور کون آئین پسند۔ بلکہ سوال یہ بھی نہیں ہے کہ ظالم کون ہے اور کون مظلوم۔ اگر مصر ہی کی مثال لینی ہے۔ تو چلو جیسا کہ ہم نے اوپر عرض کیا ہے اخوان ہی حق پر ہیں۔ اخوان ہی آئین پسند ہیں۔ اخوان ہی مظلوم ہیں۔ ہمیں اس سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ اور جو سوال ہم اٹھا رہے ہیں۔ اس سے ان باتوں کا تعلق واسطہ نہیں؟ ہم تو صرف واقعہ کو لیتے ہیں۔ ہم تو صرف یہ پوچھتے ہیں۔ کہ بیشتر اسلامی ممالک میں ایسا کیوں ہو رہا ہے اسلام کے نام پر کیوں مسلمان مسلمان کا گلا کاٹنے پر آمادہ نظر آتا ہے مسلمان مسلمان کے خون کا کیوں پیاسا ہو رہا ہے؟

سوال یہ ہے جو نہایت تشنہ تحقیق ہے۔ جو ایسا سوال ہے کہ کسی نہ کسی طرح مسلمانوں کو جلد از جلد حل کرنا ضروری ہے۔ ورنہ جلد ہی وہ عالم ہوگا کہ نہ رہے گا بانس اور نہ بجے گی بانسری۔ نہ اسلام اس کا متحمل ہو سکتا ہے

(باقی دیکھیں صٓ پر)

قرآن مجید میں قوموں کی موت و حیات کی ایک مثال

اور

اس کا تاریخی پس منظر

(از محترم شیخ عبد القادر صاحب لائل پور)

(۲)

اس تاریخی پس منظر کے پیش نظر جو کہ گزشتہ حصۂ مضمون میں درج ہے۔ اب بنی اسرائیل کی موت و حیات کے متعلق قرآنی مثال پر غور کیجئے۔ آیات قرآنیہ کا ترجمہ معہ مختصر تشریح درج ذیل ہے:۔

پھر اس شخص کی مثال پر بھی غور کرو۔ جو یروشلم کی بستی پر سے گزرا۔ اور وہ ویران و تباہ حال تھی۔ اور اس کی عمارتیں گری ہوئی تھیں (یا عرش یعنے اسا قف امت اور عمائد قوم تباہ حال اور جلا وطن تھے۔) اس نے کہا اللہ اس بستی کو (اور اس سے تعلق رکھنے والی امت کو روحانی و جسمانی لحاظ سے) اس کی موت کے بعد کب (یا کیسے) زندہ کرے گا۔ پس اللہ نے اس کو ایک سو سال تک موت کی حالت میں رکھا۔ پھر اسے (عالم برزخ) میں اٹھایا۔ اللہ تو نے دریافت کیا تم اس حالت میں کتنا عرصہ ٹھہرے اس نے جواب دیا کہ میں ایک دن یا دن کا کوئی حصہ ٹھہرا ہوں۔ اللہ تو نے کہا ایسا نہیں ہے بلکہ تم سو سال اس حالت میں رہے (اس کا ثبوت یہ ہے کہ تیری وفات کے وقت یہ بستی ویران تھی۔ اور اس سے تعلق رکھنے والی قوم جلا وطن و تباہ حال۔ اس بستی کو تازہ خوراک اور صاف پانی بھی میسر نہ تھا۔ نہ سواری اور باربرداری کے لئے کوئی حیوان موجود تھا لیکن اب یہ حالت بدل گئی۔ اب یہ روحانی اور مادی مرکز آباد ہے۔ جلا وطن اور تباہ شدہ قوم بحال ہو گئی۔ اور برباد شدہ بستی آباد) چنانچہ اب تو اپنے (یعنے اپنی قوم کے کھانے اور پینے کی طرف نظر کر کہ ترو تازہ اور پاکیزہ حالت میں میسر ہے اور (سواری اور باربرداری کے لئے) گدھے کی طرف دیکھ کہ موجود ہے۔ یہ (سب کچھ) اس لئے ہوا تا کہ ہم تجھے لوگوں کے لئے نشان بنائیں (یعنے یہ بحالی تیری پیشگوئیوں کے مطابق ہوئی جس کے باعث آج تیرا وجود نشانِ صداقت ہے)

اور اب تم ان ہڈیوں کو دیکھو (جن کا ذکر حزقی ایل نبی نے کیا) کہ ہم کس طرح ان کو اٹھاتے۔ باہم ملاتے۔ اور پھر ان پر گوشت چڑھاتے ہیں۔ یعنی اس طریقہ سے ہم مردہ قوموں میں زندگی کی روح پھونکتے اور ان کو مادی اور روحانی لحاظ سے زندہ کرتے ہیں۔)

پس جب اس کو ہماری اس قدرت کا مشاہدہ ہو گیا۔ تو اس نے کہا میں یقین کرتا ہوں کہ بلاشبہ اللہ تعالےٰ ہر چیز پر قادر ہے

اب ہم قرآنی بیان کی تصدیق کے لئے حضرت یرمیاہ نبی کے صحیفہ کے بعض اقتباس درج کرتے ہیں۔ جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قرآنی بیان اور اس کی مذکورہ تشریح ایک تاریخی حقیقت ہے۔ یہ واقعہ کوئی فرضی قصہ نہیں بلکہ تاریخ عالم کا ایک درخشندہ باب ہے۔ اس حصۂ مضمون کا خلاصہ یہ ہے۔

اول حضرت یرمیاہ نے پیشگوئی کی کہ یروشلم تباہ و برباد ہو گا۔ اور امت یہود تباہ حال اور جلا وطن

دوئم۔ ان کو کھانے پینے کے لئے ترو تازہ چیزیں میسر نہ ہوں گی۔ یروشلم میں نہ کوئی انسان نظر آئے گا نہ حیوان

سوم۔ ستر سال کے بعد جلا وطنی سے واپسی ہو گی۔ یروشلم آہستہ آہستہ دوبارہ آباد ہو گا۔ انسان اور حیوان کا بیج از سرِ نو بویا جائے گا۔

چہارم۔ ان پیشگوئیوں کے مطابق ستر سال کے بعد جو لوگ واپس آئے وہ تباہ حال و غریب تھے۔ تورات میں لکھا ہے کہ سات ہزار گدھوں پر بابل سے یروشلم اور اس کے مضافات میں وہ لوگ واپس آئے۔ انہی گدھوں سے انہوں نے سواری۔ باربرداری اور زراعت کا کام لیا۔ گویا اس قوم کی واپسی اور آبادکاری میں گدھے کا نمایاں حصہ تھا

پنجم۔ حضرت یرمیاہ نبی کی جب یہ پیشگوئیاں پوری ہوئیں تو سو سال گزر چکا تھا۔ اور آپ کا وجود لوگوں کے لئے نشانِ صداقت بن گیا۔

ششم نہ صرف یہ کہ حضرت یرمیاہ نبی کی پیشگوئیاں پوری ہوئیں بلکہ آپ کے معصر اور ہمعصر نبی حزقی ایل کا وہ عظیم الشان مکاشفہ جو بوسیدہ ہڈیوں میں زندگی کی روح پھونکنے کے متعلق تھا پورا ہوا۔ اور ایک مردہ قوم ایک زندہ حقیقت بن کر دنیا کے سامنے آگئی۔

اب ہم یہ ثابت کرتے ہیں کہ قرآنی بیان کا تاریخی پس منظر حضرت یرمیاہ نبی کے صحیفہ میں موجود ہے،

(۱) او کالذی مر علیٰ قریۃ وھی خاویۃ علیٰ عروشھا

اس حصہ آیت میں یروشلم کی تباہی کا ذکر ہے چنانچہ یرمیاہ نبی کا پہلا مرثیہ بایں الفاظ شروع ہوتا ہے۔

(۱) "وہ بستی کیونکر اکیلی بیٹھی ہے۔ جو آبادی سے بھری ہوئی تھی۔ وہ بیوہ کی مانند ہو گئی۔ وہ جو قوموں کے درمیان بزرگ اور صوبوں میں ملکہ تھی سو خراج گزار ہوئی۔ وہ رات کو زار زار روتی ہے۔ اور اس کے آنسو اس کے رخساروں پر بہتے ہیں . . . . . اس کے سب پھاٹک ڈھائے گئے۔ اس کے کاہن ٹھنڈی سانس بھرتے ہیں اور اس کی کنواریاں غمگین اور آزردہ خاطر ہیں۔ اس کے مخالف غالب ہوئے اور اس کے دشمن کامیاب . . . . . اس کی اولاد دشمن کے آگے آگے اسیر ہو کے گئی . . . . . اس کے سب لوگ آہ مارتے خوراک ڈھونڈتے ہیں۔ انہوں نے اپنی سب مرغوب چیزیں کھانے کے لئے اور جان بچانے کے لئے دے ڈالیں۔

(۲) خداوند نے صیہون کی بیٹی کو اپنے قہر کے ابر کے تلے چھپا دیا اور اس نے اسرائیل کے جلال کو آسمان پر سے زمین پر پٹک دیا۔ . . . . . خداوند نے یعقوب کے سارے مکانوں کو غارت کیا۔ اور رحم نہ کیا۔ اس نے اپنے قہر میں یہوداہ کی بیٹی کے قلعوں کو ڈھا دیا۔ اس نے انہیں خاک کے برابر کر دیا . . . . . اس نے اسرائیل کو اجاڑا اس کے سارے محلوں کو خراب کیا۔ اس کے قلعوں کو ڈھا دیا . . . . اس نے اس کے احاطے کو باغ کے احاطے کی طرح توڑ ڈالا۔ اس نے اس کی جماعت کے مکان کو ڈھا دیا . . . . . میری آنکھیں آنسوؤں سے دھندلا گئیں۔ اور میری انتڑیوں میں جوش ہے۔ میرے لوگوں کی بیٹی کی ہلاکت کے سبب میرا جگر زمین پر بہہ گیا۔ جب کہ لڑکے اور شیر خوار بچے قصبے کے کوچوں میں غش کھا گئے۔ انہوں نے اپنی ماؤں سے کہا گیہوں اور مے کہاں ہے۔ اور جب ان کی ماؤں کی گودوں میں ان کی جانیں نکل گئیں . . . . . اے صیہون کی بیٹی سے تعلق رکھنے والی دیوار و۔ دن اور رات دریا کی طرح آنسو بہاؤ . . . . . خداوند کی حضوری میں اپنا دل پانی کی طرح انڈیل۔ اس کے پاس اپنے بچوں کی جانوں کے لئے ہاتھ اٹھا۔ جو ہر ایک کوچے کے سرِ راہ بھوک سے غش کھا گئے۔ اے خداوند دیکھ اور غور کر کہ یہ تو نے کس سے کیا۔ دیکھ کہ عورتیں اپنا پھل اپنے بالشت بھر لمبے بچوں کو کھاتی ہیں۔ دیکھ کہ کاہن اور نبی خداوند کے مقدس میں مارے جاتے ہیں جوان اور بوڑھے گلیوں میں خاک پر پڑے ہیں۔ میری کنواریاں اور میرے جوان تلوار سے کاٹ ڈالے گئے۔

(۳) وہ عورتیں جو بڑی موم دل تھیں۔ ان کے ہاتھوں نے اپنے بچوں کو پکایا۔ یوں میری بیٹی کی ہلاکت میں وہ ان کی خوراک ہوئے خداوند نے اپنے قہر کو انجام دیا۔ اور اپنے غضب کی شدت کو انڈیلا۔ اس نے صیہون میں آگ بھڑکائی۔ اور وہ اس کی بنیادوں کو کھا گئی۔" (صحیفہ نوحہ یرمیاہ)

(۲) قال انیٰ یحی ھذہ اللہ بعد موتھا

اس حصۂ آیت میں اس تمنا کا اظہار کیا گیا کہ یہ برباد شدہ بستی اور اس سے تعلق رکھنے والی امت کب اور کیسے زندہ ہو گی۔ نوحہ یرمیاہ کے آخری حصہ میں یہی ذکر ہے

"ہمارے سر کا تاج گر گیا۔ ہم پر واویلا۔ کیونکہ ہم نے گناہ کیا۔ اس لئے میرا دل غمگین ہوا۔ اور اسی واسطے میری آنکھیں تاریک ہوئیں۔ کوہ صیہون کے لئے جو ویران ہے۔ اور لومڑیاں اس میں چلتی پھرتی ہیں۔ اے خداوند تو ابد تک قائم ہے۔ اور تیرا تخت پشت در پشت تک۔ کس لئے تو ہم کو ہمیشہ کے لئے بھولے گا اور (کب تک) تو ہمیں بہت دنوں کے لئے ترک کرے گا۔ اے خداوند ہمیں اپنی طرف پھیرا تو ہم پھرینگے ہمارے دنوں کو نیا کر جیسا کہ قدیم زمانہ میں تھے۔"

(۳) فانظر الیٰ طعامک وشرابک لم یتسنہ وانظر الیٰ حمارک

اس حصہ آیت میں یروشلم اور یہودیوں کی بحالی کا ذکر ہے کہ کھانے پینے کی ترو تازہ چیزیں میسر ہیں۔ سواری باربرداری اور زراعت کے لئے گدھا موجود۔ یروشلم کی بحالی کا نقشہ یرمیاہ نبی کے صحیفہ میں بایں الفاظ درج ہے

"خداوند کا کلام دوسری دفعہ یرمیاہ پر نازل ہوا۔ جس وقت وہ صحن زندان میں مقید تھا . . . . . کہ میں اسرائیل کے جلاوطنوں اور یہوداہ کے جلاوطنوں کو واپس لاؤں گا۔ اور انہیں پہلے کی طرح تیار کروں گا . . . . .

. . . .

. . . . خداوند یوں فرماتا ہے

پھر اس جگہ میں جس کو تم کہتے ہو ویران ہے۔ نہ اس میں انسان ہے اور نہ حیوان ہے۔ اور یہودا کے شہروں میں اور یروشلم کے کوچوں میں جو وحشتناک ہیں۔ اور ان میں کوئی انسان نہیں کوئی باشندہ نہیں۔ اور کوئی حیوان نہیں۔ خوشی کی آواز اور فرحت کی آواز۔ دلہے کی آواز اور دلہن کی آواز اور ان کی آواز سنی جائے گی۔ جو کہیں گے رب الافواج کی ستائش کرو۔ کیونکہ خداوند نیک ہے۔ کیونکہ اس کی رحمت ابد تک ہے۔ اور ان کی آواز جو خداوند کے گھر میں شکر گذاری کی قربانیں لائیں گے۔ کیونکہ میں زمین کی جلاوطنی کو واپس لاؤں گا۔۔۔۔۔۔ رب الافواج یوں فرماتا ہے۔ کہ اس ویران جگہ میں جس میں نہ انسان ہے اور نہ حیوان ہے۔ اور اس کے سب شہروں میں پھر چرواہوں کے مسکن ہوں گے۔ جو اپنے گلوں کو بٹھائیں گے۔

۔۔۔۔۔۔ خداوند فرماتا ہے۔ دیکھو وہ دن آتے ہیں۔ کہ میں اس نیک کلام کو جو میں نے اسرائیل کے گھرانے اور یہوداہ کے گھرانے کی بابت کہا پورا کروں گا۔ (یرمیاہ ۳۳ باب)

(۲) رب الافواج اسرائیل کا خدا یوں فرماتا ہے۔ کہ وہ اس زمین کے گھر کے اور کھیت اور تاکستان کے پھر مالک ہوں گے۔۔۔۔۔۔ دیکھو میں ان کو تمام ملکوں سے جہاں پر میں نے ان کو اپنے غضب اور غصے اور سخت قہر سے پھینک دیا۔ جمع کروں گا۔ اور اس جگہ ان کو پھر لاؤں گا۔ اور امن میں ان کو بساؤں گا۔۔۔۔۔۔ پھر اسی زمین میں کھیت خریدے جائیں گے۔ جن کی بابت تم کہتے ہو۔ کہ وہ ویران ہے۔ وہاں نہ کوئی انسان ہے۔ اور نہ حیوان۔ (یرمیاہ ۳۲ / ۱۵-۳۸-۳۴)

(۳) میں ان کو پانیوں کی نہروں کے پاس چلاؤں گا۔ ۔۔۔۔۔ وہ آئیں گے اور صیہون کی بلندیوں پر گائیں گے۔ اور خداوند کی نعمتوں گیہوں اور نئی مے اور تیل اور بھیڑ بکری اور گائے بیل کے بچوں کی طرف رواں ہوں گے۔۔۔۔۔۔ میرے لوگ میری اچھی چیزوں سے سیر ہوں گے۔ ۔۔۔۔۔ میں اسرائیل کے گھرانے اور یہوداہ کے گھرانے میں انسان کا بیج اور حیوان کا بیج بوؤں گا۔ (۳۱ / ۹، ۱۲، ۱۴، ۲۷)

(۴) خداوند یوں فرماتا ہے۔ کہ بابل میں ستر برس گذر جانے کے بعد میں تمہاری خبرگیری کروں گا۔ اور اس جگہ تمہیں واپس لا کر اپنا نیک سخن تمہارے لئے پورا کروں گا۔ (۲۹ / ۱۰)

(۵) حضرت یرمیاہ نبی کے ہمعصر اور مصدق نبی حضرت حزقی ایل بھی یہی خبر دیتے ہیں۔ کہ یروشلم برباد ہوگا۔ روٹی اور پانی کا انتظام کاٹ دیا جائے گا۔ پھر ستر سال کے بعد جلاوطن واپس آئیں گے۔ اور دوبارہ اکل و شرب کا سامان مہیا ہوگا۔

ا۔ بنی اسرائیل اپنی ناپاک روٹی ان کی قوموں کے درمیان کھائیں گے۔ جہاں میں ان کو پھینک دوں گا۔۔۔۔۔۔ اے ابن بشر دیکھ۔ میں یروشلم میں روٹی کا انتظام کاٹ دوں گا۔ تو وہ (اپنی ناپاک اور غیر پاکیزہ) روٹی وزن کر کے اور فکرمندی سے کھائیں گے۔ اور پانی ناپ کر اور حیرانی سے پئیں گے۔ یہاں تک کہ جب روٹی اور پانی نایاب ہو جائے۔ تو ہر ایک اپنے بھائی پر حملہ آور ہوگا۔ اور وہ اپنی بدی میں کڑھتے رہیں گے۔ (حزقی ایل ۴ / ۱۳ تا ۱۷)

(۲) اے ابن بشر تھرتھرا کر اپنی روٹی کھا اور کپکپی اور غم سے اپنا پانی پی۔ اسرائیل کی زمین اور یروشلم کے باشندوں کے خلاف خداوند خدا یوں فرماتا ہے۔ کہ وہ اپنی روٹی فکرمندی سے کھائیں گے۔ اور اپنا پانی حیرانی سے پئیں گے۔۔۔۔۔۔ آباد شہر اُجڑ جائیں اور زمین ویران ہو جائے گی۔ (حزقی ایل ۱۲ / ۱۷ تا ۱۹)

(۳) روٹی کی ٹیک توڑ دوں گا۔ اور انسان اور حیوان کو اس میں سے کاٹ دوں گا۔ (۱۴ / ۱۳)

(۴) رب بنی اسرائیل کی بحالی کے ذکر میں فرمایا:۔ میں تم کو تمہاری زمین میں لاؤں گا۔ اور تم پر پاک پانی چھڑکوں گا۔ تو تم اپنی ساری گندگی سے پاک ہو گے۔ اور میں تم کو ایک نیا دل بخشوں گا۔ اور تمہارے باطن میں نئی روح ڈالوں گا۔ اور تمہارے گوشت سے پتھر کا دل نکال لوں گا۔ اور تم کو گوشت کا دل عطا کروں گا۔ اور تمہارے باطن میں اپنا روح ڈالوں گا۔۔۔۔۔۔ میں گیہوں کو بلاؤں گا۔ اور اسے افراط سے کروں گا۔ اور میں درخت کا پھل اور کھیت کی پیداوار زیادہ کروں گا۔۔۔۔۔۔ اور تمہیں شہروں میں بساؤں گا۔ اور ویرانے تعمیر کئے جائیں گے۔ اور اجاڑ زمین جو سارے رہگذروں کی آنکھوں میں (مع علی قریۃ والا مضمون) ویران پڑی تھی۔ جوتی جائیگی۔ تو وہ کہیں گے کہ یہ اجاڑ زمین باغ عدن کی طرح ہوگئی۔ اجاڑ۔ ویران مسمار شدہ شہر (خاویۃ علی عروشھا) مستحکم اور آباد ہوئے (حزقی ایل ۳۶ / ۲۵ تا ۳۶)

ان حوالہ جات سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت یرمیاہ نبی اور حزقی ایل نبی کے زمانہ میں قحط وبا جنگ اور محاصرہ کی پے در پے مصیبتوں کی وجہ سے اور پھر جلاوطنی کی زندگی میں بنی اسرائیل کو گلی سڑی غیر پاکیزہ چیزیں کھانے پینے کے لئے میسر آتی تھیں۔ اور مجبوراً ان پر گذارہ کرنا پڑتا تھا۔ لیکن جب یہ قوم بحال ہوگئی۔ تو دوبارہ پاکیزہ اور تر و تازہ (لم یتسنہ) رزق مہیا ہوگیا۔ یہی انقلاب تھا جس کا نظارہ عالم بالا سے حضرت یرمیاہ نبی کو کرایا گیا۔

(۴) ولنجعلک اٰیۃ للناس

فرمایا یہ سارا انقلاب شاہد ہے کہ یرمیاہ نبی کی پیشگوئیاں پوری ہوئیں۔ آج وہ لوگوں کے لئے نشان صداقت ہے۔ اس بارہ میں صحیفہ یرمیاہ میں وارد ہوا۔

(۱) "خداوند کا خدا یوں فرماتا ہے کہ ساری باتیں جو میں نے تجھے کہیں۔ ایک کتاب میں لکھ۔ کیونکہ دیکھو وہ دن آتے ہیں۔ خداوند فرماتا ہے۔ جن میں میں اپنے لوگوں اسرائیل اور یہوداہ کے جلاوطنوں کو واپس لاؤں گا۔۔۔۔۔۔ اور میں تمام ان قوموں کو جن کے درمیان میں نے تجھے پراگندہ کیا۔ فنا کروں گا۔۔۔۔۔۔ جو تجھ کو کھاتے ہیں۔ کھائے جائیں گے۔ اور سب جو تجھے تنگ کرتے ہیں۔ جلاوطنی میں جائیں گے۔ اور تیرے لوٹنے والے لوٹے جائیں گے۔ اور تیرے غارت کرنے والوں کو غارت کروں گا۔" (یرمیاہ ۳۰ باب)

(۲) یرمیاہ نبی فرماتے ہیں کہ جب میرا کلام پورا ہوگا۔ تو لوگوں کو معلوم ہو جائیگا کہ کس کا کلام قائم رہا۔ میرا کلام یا ان کا کلام۔ اور تمہارے لئے یہ نشان ہے۔ خداوند فرماتا ہے (۴۴ / ۲۹)

حضرت یرمیاہ نبی نے اسرائیل۔ یہوداہ۔ بابل۔ مصر۔ اسور۔ ادوم۔ بنی عمون اور موآب مختلف قوموں کے عروج و زوال کے متعلق پیشگوئیاں کی تھیں۔ (یرمیاہ ۹ / ۴۶) جو سو سال کے عرصہ میں حرف بحرف پوری ہو کر آپ کے لئے نشان صداقت بن چکی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو قوموں کا نبی کہا گیا (یرمیاہ ۱ / ۹)

(۵) وانظر الی العظام کیف ننشزھا ثم نکسوھا لحما۔

اس آیت میں بنی اسرائیل کو بوسیدہ ہڈیوں سے تشبیہہ دی گئی۔ جن کو بابل کے قبرستانوں سے حرکت دی گئی۔ ان کو اٹھایا گیا۔ ان پر گوشت چڑھایا گیا۔ اور زندگی کی روح ان میں پھونکی گئی۔ یہ آیت حزقی ایل نبی کے ایک مکاشفہ کا اقتباس ہے۔

قرآنی ترتیب سے ظاہر ہے۔ کہ بیان کا یہ حصہ پہلے حصہ سے الگ ہے۔ پہلے یہ وارد ہوا۔ کہ اپنی قوم کے کھانے پینے پر نگاہ کر۔ کہ تر و تازہ ان کو میسر ہے۔ سواری اور باربرداری کے لئے دیکھ یہ گدھا بھی موجود ہے۔ گویا ایک تباہ حال قوم آباد ہو چکی ہے۔ تیری پیشگوئیاں پوری ہوئیں۔ اور آج تو لوگوں کے لئے نشان صداقت ہے۔ اس کے بعد یہ وارد ہوا۔ کہ اب تو ہڈیوں کی طرف دیکھ۔ کہ ہم نے ان کو کس طرح زندہ کیا۔ اس ترتیب سے صاف ظاہر ہے۔ کہ ہڈیوں والا حصہ یرمیاہ نبی کی پیشگوئیوں سے تعلق نہیں رکھتا۔ کیونکہ یہ بیان اس کے بعد وارد ہوا۔

اس باریک فرق کی وجہ یہ ہے۔ کہ بوسیدہ ہڈیوں میں زندگی کی روح پھونکنے کی پیشگوئی حضرت حزقی ایل نبی سے تعلق رکھتی ہے قرآنی ترتیب کی رو سے اشارہ یہ ہے کہ اے یرمیاہ اب تو ان ہڈیوں کی طرف نظر کر جن کا ذکر حزقی ایل نبی کے مکاشفہ میں ہے۔ اور دیکھ کہ ہم نے ان کو کس طرح زندہ کیا۔ حزقی ایل نبی یرمیاہ نبی کے ہمعصر اور مصدق نبی تھے۔ یرمیاہ نبی یروشلم رہ گئے۔ حزقی ایل نبی اسیروں کے ساتھ بابل میں چلے گئے۔ دونوں نبیوں کے پیغام کی روح ایک ہے۔ حضرت حزقی ایل نبی نے کشف میں دیکھا۔ کہ نہایت بوسیدہ ہڈیوں کا ایک میدان ہے۔ خدا تعالےٰ نے کہا۔ کہ اے ابن بشر کیا تو سمجھتا ہے۔ کہ یہ ہڈیاں زندہ ہوں گی۔ میں نے کہا کہ اے خداوند خدا تو ہی جانتا ہے۔ تو اس نے مجھے کہا۔ کہ ان ہڈیوں کی بابت نبوت کر۔ اور کہ اے بوسیدہ ہڈیو۔ خداوند کا حکم سنو۔ خداوند خدا ان ہڈیوں کو یوں فرماتا ہے۔ کہ دیکھو میں تمہارے اندر روح داخل کروں گا۔ تو تم زندہ ہو گی۔ میں تم پر پٹھے پیدا کروں گا۔ اور تم پر گوشت چڑھاؤں گا۔ اور تم میں روح داخل کروں گا۔ سو تم زندہ ہو گی۔ اور جانوگی کہ میں خداوند ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آگے اس کشف کی تعبیر بھی موجود ہے۔ کہ یہ سب ہڈیاں اسرائیل کا گھرانہ ہے۔۔۔۔۔ دیکھو میں تمہاری قبریں کھولوں گا۔ اور قبروں میں سے تم کو باہر نکالوں گا۔ اے میرے لوگو۔ میں تم کو اسرائیل کی زمین میں لاؤں گا۔ اور تم جانوگے کہ میں خداوند ہوں۔ (حزقی ایل ۳۷ باب)

آیت قرآنی وانظر الی العظام۔۔۔۔۔ الی آخر میں حزقی ایل نبی کے اس کشف کی طرف اشارہ کیا گیا۔ بلکہ یہ آیت اسی کشف کے اقتباس پر مشتمل ہے یہی وجہ ہے۔ کہ اسے یرمیاہ نبی کی پیشگوئیوں کے ذکر سے الگ رکھا گیا۔ گویا ظاہر کرنا یہ مقصود تھا۔ کہ اے یرمیاہ تیری پیشگوئیاں تو لوگوں کے لئے نشان صداقت ہیں۔ اب ان ہڈیوں والی پیشگوئی پر نظر کر جو تیرے ہمعصر اور مصدق نبی حزقی ایل نے خدا تعالےٰ سے خبر پا کر کی اور غور کر کہ سو سال کے عرصہ میں کس طرح ہم نے ان بوسیدہ ہڈیوں کو اٹھایا۔ ان پر گوشت چڑھایا۔ اور یوں ان کو زندہ کیا۔ فتبارک اللہ احسن الخالقین۔ (باقی)

ولادت

(۱) چودھری رحمت اللہ صاحب کمشن ایجنٹ احمدپور شرقیہ کے ہاں مورخہ ۲ رجنوری ۱۹۵۵ء کی شب کو پہلا فرزند تولد ہوا۔ الحمد للہ احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نومولود کو عمر دراز عطا کرے۔ صالح خادم دین اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔ آمین ثم آمین۔

چودھری عطاء اللہ ایم۔ اے احمدپور شرقیہ

(۲) پسرم عزیزم ناصر احمد ظفر کے ہاں لڑکی تولد ہوئی ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک۔ دراز عمر اور خادمہ دین بنائے۔ (ظفر محمد پروفیسر جامعہ احمدیہ)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کامل مومن کی علامات

"خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں چار عظیم الشان آسمانی تائیدوں کا کامل متقیوں اور کامل مومنوں کے لئے وعدہ دیا ہے۔ اور وہی کامل مومن کی شناخت کے لئے کامل علامتیں ہیں اور وہ یہ ہیں۔ اوّل۔ یہ کہ مومن کامل کو خدا تعالیٰ سے اکثر بشارتیں ملتی ہیں۔ یعنی پیش از وقوع خوش خبریاں جو اس کی مرادات یا اس کے دوستوں کے مطلوبات ہیں اُس کو بتلائی جاتی ہیں۔ دوم۔ یہ کہ مومن کامل پر ایسے امور غیبیہ کھلتے ہیں جو نہ صرف اُس کی ذات یا اُس کے واسطے داروں سے متعلق ہوں۔ بلکہ جو کچھ دنیا میں قضا و قدر نازل ہونے والی ہے یا بعض دنیا کے افراد مشہورہ پر کچھ تغیرات آنے والے ہیں اُن سے برگزیدہ مومن کو اکثر اوقات خبر دی جاتی ہے۔ سوم۔ یہ کہ مومن کامل کی اکثر دعائیں قبول کی جاتی ہیں۔ اور اکثر ان دعاؤں کی قبولیت کی پیش از وقت اطلاع بھی دی جاتی ہے۔ چہارم۔ یہ کہ مومن کامل پر قرآن کریم کے دقائق و معارف جدیدہ و لطائف و خواص عجیبہ سب سے زیادہ کھولے جاتے ہیں۔ ان چاروں علامتوں میں مومن کامل نسبتی طور پر دوسروں پر غالب رہتا ہے۔ اور اگرچہ دائمی طور پر یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے کہ ہمیشہ مومن کامل کو منجانب اللہ بشارتیں ہی ملتی رہیں۔ یا ہمیشہ بلا تخلف ہر ایک دعا اس کی منظور ہی ہو جایا کرے۔ اور نہ یہ کہ ہمیشہ ہر ایک حادثہ زمانہ سے اس کو اطلاع دی جائے۔ اور نہ یہ کہ ہر وقت معارف قرآنی اس پر کھلتے رہیں۔ لیکن غیر کے مقابلہ کے وقت ان چاروں علامتوں میں کثرت مومن ہی کی طرف رہتی ہے۔"

(آسمانی فیصلہ صـ۱۳)

ریزرو فنڈ شعبۂ خدمتِ خلق مجلس خدام الاحمدیہ

سالانہ اجتماع ۱۹۵۴ء کے موقعہ پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی تھی کہ خدام الاحمدیہ کو ایک ایسا زبردست ریزرو فنڈ قائم کرنا چاہیئے جس سے غیر متوقع حادثات مثلاً سیلاب طوفان۔ قحط۔ وباء وغیرہ مواقع پر مجلس خدمتِ خلق کے کام کو اچھی طرح چلا سکے۔ اور مجلس کے قیام کی اصل غرض خدمتِ خلق پوری ہوتی رہے۔ کیونکہ ایسے حادثات کے پیش آجانے کے وقت اگر چندہ کی اپیل کی جائے تو چندہ جمع ہوتے ہوتے کئی جانوں کا نقصان ہو چکتا ہے۔ پس اس غرض کے لئے ایک رقم ریزرو فنڈ موجود رہنی ضروری ہے۔

حضور کی اس ہدایت کے پیش نظر سالانہ اجتماع کے موقع پر ہی شوریٰ میں یہ تجویز رکھی گئی۔ اور شوریٰ کے فیصلہ کے مطابق ریزرو فنڈ کا افتتاح کرنے کے لئے مدّ تعمیر دفتر خدام الاحمدیہ سے مبلغ ایک ہزار روپیہ اس فنڈ میں منتقل کر دیا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی فیصلہ ہوا کہ:۔

"ہر خادم سے ریزرو فنڈ خدمت خلق کے لئے ایک سال تک کم از کم ایک آنہ ماہوار کے حساب سے چندہ لیا جائے۔"

شوریٰ خدام الاحمدیہ کا یہ فیصلہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بغرض منظوری پیش کیا گیا۔ جسے حضور نے منظور فرما لیا۔

اس اعلان کے ذریعہ جملہ مجالس خدام الاحمدیہ کو تحریک کی جاتی ہے کہ ہر خادم سے ایک سال تک ہر ماہ اس کے دیگر چندے کے علاوہ ایک آنہ زائد برائے ریزرو فنڈ شعبہ خدمت خلق وصول کر کے مرکز میں بھجوایا کریں۔ یہ امر مدنظر رکھیں کہ یہ رقم بھجواتے وقت کوپن پر تفصیل کے خانہ میں "ریزرو فنڈ شعبۂ خدمت خلق خدام الاحمدیہ مرکزیہ" ضرور لکھا کریں۔ تاکہ کسی اور کھاتہ میں داخل نہ ہو جائے۔ گذشتہ سیلاب نے ہمیں اس طرف متوجہ کیا ہے اور ہمیں اس قسم کے کام کے لئے آئندہ کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔

پس ہر مجلس کو یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ اس سال کے اندر اندر یہ ریزرو فنڈ اتنا مضبوط ہو جائے۔ کہ آئندہ خدانخواستہ جب بھی اس قسم کے واقعات پیش آئیں مجلس پورے وثوق اور پوری ہمت اور پورے سامان کے ساتھ مدد کر سکے۔

ایک آنہ ماہانہ کی شرط کم از کم ہے۔ کوشش کرنی چاہیئے کہ ذی استطاعت احباب زیادہ سے زیادہ حصہ لیں۔

معتمد خدام الاحمدیہ مرکزیہ

درخواست دعا

جیسا کہ احباب کو معلوم ہے کہ میرے والد محترم جناب بابو عبد الغنی صاحب انبالوی پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ بودھراں گلے میں زخم کی وجہ سے بیمار ہیں اور علاج کیلئے میو ہسپتال میں داخل ہیں۔ احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میرے والد صاحب کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

ایم عبد الشکور انبالوی تھرڈ ایر ایم۔ بی۔ بی۔ ایس برم ہوسٹل میکلوڈ روڈ لاہور

اُمّتِ خیر الرسلؐ کو دیکھ لو کیا کم دیا

غم دیا تھا ساتھ غم کے دیدۂ پُرنم دیا
سوچتا ہوں دینے والے نے مجھے کیا کم دیا

کیوں نہ ہو دل کے چمن میں لالہ و گل کی بہار
مدّتوں خونِ جگر دیدے کے اس کو نم دیا

پہلے لوگوں نے اگر پایا تھا نعمت کا کمال
اُمّتِ خیر الرسلؐ کو دیکھ لو۔ کیا کم دیا

دِل کے آئینہ میں دیکھا اُٹھ گئے سارے نقاب
دل دیا یا حضرتِ انساں کو جامِ جم دیا

چشمِ بینا دیکھ لے معراجِ الفت کا کمال
دِل دیا جس کو اُسی کے آستاں پر دم دیا

شیخ عبد القادر لائلپور

امانت فنڈ تحریک جدید میں روپیہ جمع کرانا فائدہ بخش بھی ہے اور خدمتِ دین بھی ہے

اس فنڈ کی اہمیت اور فوائد کے متعلق حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

"میں تو جب بھی "تحریک جدید" کے مطالبات کے متعلق غور کرتا ہوں ان سب میں امانت فنڈ کی تحریک پر خود حیران ہو جایا کرتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ امانت فنڈ کی تحریک الہامی تحریک ہے۔ کیونکہ بغیر کسی بوجھ اور غیر معمولی چندہ کے اس فنڈ سے ایسے ایسے کام ہوئے ہیں کہ جاننے والے جانتے ہیں وہ ان کی عقل کو حیرت میں ڈالنے والے ہیں۔ تمہیں یہ نہیں سوچنا چاہیئے کہ تمہاری رقم چھوٹی ہے یا بڑی۔ بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ میرے پچاس ساٹھ روپے کے ساتھ کیا بنے گا۔ حالانکہ پچاس پچاس ساٹھ ساٹھ روپے ہزاروں اور لاکھوں بن جاتے ہیں۔"

(افسر امانت تحریک جدید ربوہ)

تحریک جدید اور خدام الاحمدیہ

تحریک جدید کا بیسواں سال اور دفتر دوم کا دسواں سال ختم ہو رہا ہے۔ جملہ قائدین مجلس خدام الاحمدیہ و زعماء کرام اس سال کی رپورٹ مندرجہ ذیل کوائف پر مشتمل جلد سے جلد دفتر مرکزیہ میں بھجوا دیں۔

(ا) آپ کی مجلس میں کتنے خدام برسر روزگار ہیں؟ (ب) آپ کی مجلس میں کتنے خدام نے دفتر اول یا دوم میں وعدہ کیا ہے؟ (ج) وعدہ جات کی کل مقدار کیا ہے؟ (د) وصولی کس قدر ہوئی۔ اور بقایا کس قدر ہے۔ — آپ کو معلوم ہے کہ "علم انعامی" سے متعلق فیصلہ کے وقت تحریک جدید کے چندوں کی وصولی کے کام کو خاص اہمیت دی جاتی ہے۔ اس لئے اس کام کی طرف خاص توجہ دی جائے۔ اور جلد سے جلد اپنی مجلس کے تمام بقایا جات پورے کر دیئے جائیں۔ تاکہ آپ کی مجلس کو "علم انعامی" حاصل کرنے میں کامیابی ہو۔

(مہتمم تحریک جدید ربوہ)

دار التالیف والترجمہ

احباب جماعت کو معلوم ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زیر ہدایت مرکز میں ایک اعلیٰ درجہ کا ادارہ قائم کیا گیا ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ دنیا کی مختلف زبانوں میں قرآن مجید۔ علوم قرآن اور سلسلہ کے لٹریچر کی تیاری و اشاعت کا وسیع پیمانہ پر کام کیا جائے۔ اس وقت تک یہ ادارہ ڈچ۔ جرمنی اور انگریزی زبان میں ہزاروں روپیہ کے صرف سے قرآن مجید کے تراجم شائع کر چکا ہے۔ کئی زبانوں میں تراجم تیار ہیں۔ اور بعض زبانوں میں نئے تراجم کروائے جا رہے ہیں۔

اس ادارہ کے ساتھ ایک دار التالیف والترجمہ قائم کیا جا رہا ہے۔ جس کے ممبر وہ دوست ہوں گے۔ جو اردو زبان کے علاوہ دنیا کی دوسری زبانوں میں تالیف و ترجمہ کا کام کر سکیں۔

اس نوٹ کے ذریعہ میں جماعت کے دوستوں سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ اگر وہ خود دنیا کی کسی بھی زبان میں تالیف و ترجمہ کا کام کر سکتے ہوں۔ تو وہ اپنے پتہ سے خاکسار کو مطلع فرما کر ممنون فرما دیں۔ تاکہ یہ دار التالیف والترجمہ کما حقہٗ اشاعتِ اسلام کی خدمت کی سعادت پا سکے۔

(انچارج "تالیف و تصنیف تحریک جدید ربوہ)

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی اور تزکیہ نفوس کرتی ہے

غلامی اور اسلام

(از مکرم محمد طفیل صاحب منیر متعلم جامعۃ المبشرین ربوہ)

دنیا میں غلامی کی ابتداء دراصل جنگ سے ہوئی۔ شروع شروع میں غلام بنائے جانے کا طریق اس طرح پر جاری ہوا کہ جب دو قبیلوں یا دو قوموں یا دو ملکوں کے درمیان کسی وجہ سے جنگ چھڑتی تھی۔ تو مفتوح فوج کے جنگجو لوگ بلکہ بسا اوقات مفتوح قوم کے سارے یا بیشتر مرد قتل کر دیئے جاتے تھے۔ اور عورتوں اور بچوں کو قید کر کے غلام بنا لیا جاتا تھا۔ اور پھر ان غلاموں سے مختلف قسم کے کام اور محنتیں لی جاتی تھیں۔ اس کے بعد جب ایک طرف تو دنیا میں تمدن اور کاروبار نے ترقی کی اور مزدور پیشہ لوگوں اور خدمتگاروں کی مانگ زیادہ ہونی شروع ہوئی اور دوسری طرف عورتوں اور بچوں کو غلام بنا لینے کے عملی تجربہ نے یہ ثابت کر دیا کہ خدمت اور مزدوری حاصل کرنے کا یہ ایک عمدہ اور آسان ذریعہ ہے کہ مفتوح قوم کے لوگوں کو غلام بنا کر رکھا جاوے۔ اسلئے آہستہ آہستہ یہ طریق جاری ہو گیا۔ کہ باستثناء ان لوگوں کے جو کسی وجہ سے واجب القتل سمجھے جاتے تھے۔ مفتوح قوم کے مردوں کو بھی بجائے قتل کرنے کے غلام بنا لیا جاتا اور پھر ان سے ملکی اور قومی اور انفرادی کاموں میں جبری محنت لی جاتی۔ اسی طرح آہستہ آہستہ یہ طریق ایسا وسیع ہوتا گیا۔ تاریخ سے پتہ لگتا ہے کہ بعض ممالک میں غلاموں کی تعداد اصلی باشندوں سے بھی زیادہ ہو گئی۔ اور غلامی کا طریق دنیا کے تمدن اور معاشرت کا ایک ضروری حصہ بن گیا۔ یونان کے فلاسفہ نے نوع انسانی کو دو قسموں میں تقسیم کیا تھا۔ پیدائشی آزاد اور پیدائشی غلام۔ ان کے خیال میں دوسری قسم صرف پہلی جنس کی خدمت کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ ارسطو نے غلامی کا رواج سوسائٹی کے لئے ضروری قرار دیا۔ اس کا زاویہ نگاہ یہ تھا کہ "ریاست (State) کے قیام کی حقیقی غرض یہ ہے کہ وہ ہیئت اجتماعی یا سوسائٹی کی زندگی کو بہتر سے بہتر بنا سکے۔ اسی مقصد کے لئے ناگزیر ہے کہ غلاموں کا وجود بھی ہو تاکہ ریاست کے سخت جسمانی کام غلام انجام دے سکیں۔ جنہیں سوسائٹی نہیں کر سکتی یا کرنا نہیں چاہتی"۔ (النظم الاسلامیہ)

رومیوں کا عقیدہ تھا۔ کہ تمام لوگ آزاد پیدا ہوتے ہیں۔ مگر اس عقیدہ کے باوجود ان کی نظر میں وہ لوگ جو جنگ میں قیدی بنائے جائیں یا ان کے والدین غلام ہوں یا جو لوگ اپنا قرض نہ اتار سکتے ہوں یا لشکر سے بھاگ گئے ہوں یہ سب لوگ غلامی کی زندگی کے مستحق تھے۔

یہودیوں میں غلاموں کی دو قسمیں تھیں۔ ایک تو وہ یہودی تھے جنہیں کسی مذہبی جرم یا قرض کی عدم ادائیگی کی وجہ سے غلام بنا لیا جاتا تھا۔ دوسرے غیر اقوام کے وہ اشخاص تھے۔ جنہیں جنگوں میں گرفتار کیا جاتا تھا۔ یہ غلام گھروں کا کام، محنتوں کے چھوٹے کام اور کاشتکاری وغیرہ کیا کرتے تھے اور ان کی حیثیت میں کاموں کے اختلاف سے کوئی فرق پیدا نہ ہوتا تھا۔ یہ لوگ سوسائٹی میں نہایت ذلت سے اپنی زندگی کے دن پورے کرتے تھے۔ حضرت عیسٰے علیہ السلام نے بھی غلامی کو مٹانے کے لئے کوئی عملی قدم نہ اٹھایا۔ عربوں میں غلامی جنگ میں اسیری کا نتیجہ ہوتی تھی۔ اس وقت اپنے اور غیر کا کوئی امتیاز نہ تھا۔ اور کسی عربی نسل کے آدمی کو غلام بنانے میں انہیں کوئی تامل نہ ہوتا تھا۔ لیکن رومیوں میں یہ احساس تھا۔ کہ رومی دوسرے رومی کو غلام بنانا جائز نہ سمجھتا تھا۔ عربوں میں یہ معمول تھا کہ جب کسی باعزت قیدی کو رہا کرتے تو اس کی پیشانی کے بال تراش لیتے۔ اور ان پر بہت فخر و ناز کرتے۔ عربوں میں غلاموں کی باقاعدہ خرید و فروخت ہوتی تھی۔ عہد جاہلیت میں عبد اللہ بن جدعان غلاموں کا سب سے بڑا تاجر تھا۔

جب آفتاب رسالت طلوع ہوا تو اس وقت عرب میں خصوصاً اور دوسری دنیا میں عموماً غلاموں کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ غلام اسی زمانہ میں تمام تمدنی حقوق سے محروم تھے۔ انہیں اپنی زندگی کی ضروریات کے لئے خرید و فروخت اور دوسرے تصرفات کا کوئی اختیار نہ تھا۔ آنحضرت صلعم نے جب خدا سے الہام پا کر رسالت کا دعوےٰ کیا تو آپ کی ابتدائی تعلیمات میں یہ بات بھی داخل تھی کہ غلاموں کے ساتھ نرمی اور شفقت کا سلوک ہونا چاہیئے۔ اور قرآنی وحی نے تو غلام کا آزاد کرنا ایک بہت بڑی نیکی قرار دیا۔ (سورۃ بلاغ)

اسلام میں غلامی کی سب سے اہم وجہ جنگ میں اسیری تھا۔ گرفتاری کے بعد ان غیر مسلم قیدیوں کا انجام قتل یا فدیہ کی رقم دے کر رہائی حاصل کرنا۔ یا بلا فدیہ آزاد کر دیا جانا یا غلام بنا لینے کی صورت میں ظاہر ہوتا تھا۔ تاریخ کے صفحات میں ایسا کوئی واقعہ نہیں ملتا۔ جس سے یہ ثابت ہو کہ کسی اسیر جنگ کے قیدیوں کو قتل کرا دیا ہو۔ ہاں اس صورت میں جب کسی قیدی کا خطرہ مسلمانوں کی اجتماعی ہیئت پر پڑنے کا اندیشہ ہوتا تھا۔ اور وہ بھی شدید ہوتا تھا۔ اس وقت ضرور اس قسم کے ایک آدھ خطرناک قیدی کو ختم کیا جاتا۔ چنانچہ آنحضرت صلعم نے نضر بن حارث کے قتل کا حکم دیا۔ جس نے آنحضرت کی ایذا رسانی، مسلمانوں کی ہجو، مسلمانوں کی ماں بہنوں کی شان میں عشقیہ اشعار اور انہیں بدنام کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا تھا۔ پھر بھی آنحضرت صلعم نے ایک بار اسے امان دے دی تھی۔ اور حدود مدینہ چھوڑ دینے کے لئے چند روز کی مہلت بھی دے دی تھی۔ مگر اس کی موت اسے وہیں جکڑ دیتی تھی اس لئے جب وہ میعاد گزرنے کے بعد بھی مدینہ کے حدود میں پایا گیا۔ تو اسے قتل کر دیا گیا۔

اسلام کے ابتدائی دور میں مسلمانوں کے قبضہ میں اس کثرت سے قیدی غلام تھے کہ ایک ایک مسلمان کے پاس سینکڑوں کی تعداد میں موجود تھے اور تاریخ سے ثابت ہے کہ یہ لوگ اس ابتدائی زمانہ میں بھی اسلامی سوسائٹی میں ہرگز ذلیل نہ تھے۔ اس کے بعد جوں جوں اسلامی احکام نازل ہوتے گئے۔ غلاموں کی پوزیشن زیادہ مضبوط اور ان کی حالت زیادہ بہتر ہوتی گئی۔ اور بالآخر اس انتظامی فرق کے سوا کہ ایک افسر ہوتا ہے۔ اور دوسرا اس کا ماتحت کوئی اور امتیاز باقی نہ رہا۔ دوسری طرف غلاموں کی آزادی کی تحریک بھی دن بدن زیادہ مضبوط ہوتی گئی۔ اور مسلمانوں نے آنحضرت صلعم کی پرزور تعلیم اور آپ کے عملی نمونہ کے ماتحت ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر اسی تحریک میں حصہ لیا۔ چنانچہ قرآن شریف۔ اور کتب احادیث و تاریخ اس کی تفاسیر سے بھری پڑی ہیں۔ سُبل السلام میں روایت آتی ہے کہ آنحضرت صلعم نے تریسٹھ غلام آزاد کئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سرسٹھ غلام آزاد کئے۔ حضرت عباس رضؓ نے ستر غلام آزاد کئے۔ حکیم بن حزام نے ایک صد غلام آزاد کئے۔ عبد اللہ بن عمر نے ایک ہزار غلام آزاد کئے۔ عبد الرحمان بن عوف نے تیس ہزار غلام آزاد کئے۔ حضرت عثمان بن عفان نے بیس ہزار غلام صرف ایک دن میں آزاد کئے۔ ذوالکلاع الحمیری نے آٹھ ہزار غلام صرف ایک دن میں آزاد کئے (سبل السلام شرح بلوغ المرام کتاب العتق)

اسلام نے غلاموں کی حیثیت جنگی قیدیوں کی قرار دی ہے۔ اور پھر امام کو اختیار دیا ہے کہ بلا کسی قسم کی شرط اور قید کے انہیں چھوڑ دے یا مال کا فدیہ لے۔ اور ان کو آزاد کر دے۔ اگر ایسا کرنا محال ہو۔ تو پھر جنگ کے اختتام تک ان کو اپنے پاس رکھیں فرمایا فاذا لقیتم الذین کفروا فضرب الرقاب۔ حتی اذا اثخنتموھم فشدوا الوثاق فاما منا بعد و اما فداءً حتی تضع الحرب اوزارھا (سورۃ محمد ع)

یعنی اے مسلمانو جب کفار کے ساتھ تمہاری جنگ ہو۔ تو خوب جم کر لڑو۔ اور ظالموں کو قتل کرو۔ اور جب اچھی طرح جنگ ہو لے۔ تو اس کے بعد دشمن کے آدمیوں میں سے قیدی پکڑو۔ پھر اگر اصلاح کی امید ہو۔ اور حالات مناسب ہوں۔ تو ان قیدیوں کو بعد میں یونہی احسان کے طور پر چھوڑ دو۔ یا مناسب فدیہ لے کر انہیں رہا کر دو۔ اور یا اگر ضروری ہو۔ تو انہیں قید میں ہی رکھو۔ حتی کہ جنگ ختم ہو جاوے اور اس کے بوجھ تمہارے سروں سے اتر جاویں

اسی طرح اسلام نے نوع انسانی کے امتیاز ذات باطل کو مٹا دیا۔ سیاہ و سفید۔ بدوی و شہری حاکم و محکوم اور مرد و زن میں کوئی آئینی حد فاصل قائم نہ کی۔ اسلام نے حلیف یہود و نصاریٰ اور مسلمانوں کے درمیان بھی آئینی مساوات قائم کر دی۔ اور کسی تفاوت کو گوارا نہ کیا۔ قرآن نے ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کا بھائی قرار دیا۔ ان میں اگر کوئی فرد دوسرے سے ممتاز ہے تو اس کی وجہ صرف ایمان کی کمی بیشی ہے۔ آنحضرت صلعم نے اپنے یادگار عالم خطبہ حجۃ الوداع میں صاف صاف الفاظ میں فرما دیا تھا۔

لوگو! مسلمان آپس میں حقیقی بھائیوں کی طرح ہیں۔ تمہارا خدا ایک تمہارا مورث اعلےٰ ایک یعنی تم سب آدم کی اولاد ہو۔ اور آدم کا خمیر مٹی سے اٹھا تھا خدا کے نزدیک تم میں سب سے بہتر وہ ہے۔ جو اس سے سب سے زیادہ ڈرتا ہے۔ عربی نسل کے انسان کو غیر عربی نسل کے انسان پر کوئی فوقیت نہیں فوقیت ہے تو صرف تقویٰ کی وجہ سے۔

(بخاری و مسلم)

اسلام میں ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کو اسیر کرنا اور اسے غلام بنانا مطلق جائز نہیں لیکن غیر مسلم جب جنگوں میں گرفتار کئے جاویں تو انہیں غلام بنانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ ہاں یہ شرط ضروری ہے۔ کہ غیر مسلمانوں نے مسلمانوں پر حملہ کرنے میں پیش قدمی کی ہو۔

آنحضرت صلعم نے غلاموں کی تحقیر اور ان کی اہانت کی ممانعت فرمائی ایک آزاد کردہ غلام نے بشرفاء عرب کے ایک ممتاز خاندان "بنی بیاضہ" میں نکاح کا پیغام دیا۔ آنحضرت صلعم نے اس کی سفارش کی۔ اس خاندان کے لوگوں نے کہا "رسول اللہ کیا ہم اپنی بیٹیاں اپنے غلاموں سے بیاہ دیں۔ آپ کو ان کا یہ سوال کرنا سخت ناگوار گزرا۔ جس کا اظہار خدائی وحی میں یوں کیا گیا۔

"لوگو ہم نے تمہیں ایک ماں باپ سے پیدا کیا۔ گروہ و قبائل تو شناخت کے لئے کر دیئے ہیں۔ خدا کے نزدیک سب سے بہتر وہ ہے۔ جو اس سے زیادہ ڈرتا ہے۔ (سورۃ حجرات ع)

درخواست دعا

بندہ کے بچے آئے دن بیمار رہتے ہیں۔ اور میری والدہ کی صحت بھی خراب ہے۔ احباب ان صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ نیز میری مالی مشکلات کے لئے بھی دعا فرمائیں۔

(خواجہ محمد احمد مسلم ٹریڈرز جہلم انوالہ)

فیضان کے متعلق فرانس اور لیبیا میں سمجھوتہ ہو گیا

پیرس ۸ جنوری۔ فیضان کے متعلق لیبیا اور فرانس کی گفت وشنید کے بعد پیرس سے روانگی کے وقت وزیر اعظم لیبیا مصطفےٰ ابن حلیم نے بتایا ہے کہ ہمارے آپس میں سمجھوتہ ہو گیا ہے۔

فیصلہ طلب امر فیضان میں فرانسیسی افواج کی موجودگی سے متعلق تھا۔ فرانس اپنی فوجیں فیضان میں رکھنے کا خواہشمند تھا اور لیبیا کا اصرار تھا کہ فوجیں وہاں سے نکال لی جائیں۔ توقع ہے کہ آج کسی وقت فرانسیسی دفتر خارجہ کی طرف سے اس سلسلہ میں بیان جاری کیا جائے گا۔ باور کیا جاتا ہے۔ کہ سمجھوتے کی تفصیلات طرابلس میں فرانس اور لیبیا کے حکام طے کریں گے

گفت وشنید میں حصہ لینے کے بعد لیبیا کے وزیر خزانہ اور وزیر تعلیم بھی آج لیبیا کے لئے روانہ ہو گئے ہیں۔ مگر نائب وزیر خارجہ مسٹر علی بو بی ابھی تک اعلامیہ اور معاہدے کا متن مرتب کرنے کی غرض سے یہی ہیں۔

مسلم نوجوانوں کی عالمی اسمبلی نے اپنا مسودہ دستور منظور کر لیا

کراچی ۸ جنوری۔ مسلم نوجوانوں کی عالمی اسمبلی کا تیسرا باقاعدہ اجلاس آج صبح لنکا کے وفد کے لیڈر مسٹر خلیل اے غفور کی زیر صدارت منعقد ہوا اجلاس میں اسمبلی کے اس مسودہ دستور کی منظوری دے دی گئی۔ جو دستور اور تنظیم کے کمشن نے تیار کیا تھا۔

آئین کے مطابق اسمبلی کا صدر دفتر جس کا نام "موتمر شباب عالم اسلامی" یا مسلم نوجوانوں کی عالمی اسمبلی" ہو گا۔ کراچی میں قائم کیا جائے گا۔ اس تنظیم کی ایک اسمبلی۔ مرکزی انتظامیہ بورڈ اور ایک قومی کونسل ہو گی۔ اسمبلی کا اجلاس چار سال میں کم سے کم ایک مرتبہ ضرور ہوا کرے گا۔ اسمبلی کا ایک صدر۔ چھ نائب صدر ایک سیکرٹری جنرل۔ دو اسسٹنٹ سیکرٹری اور ایک خزانچی ہو گا۔ اسمبلی کی سرکاری زبانیں انگریزی اور عربی ہوں گی۔ لیکن نمائندوں کو اپنی قومی زبان میں تقریر کرنے کی اجازت ہو گی۔ اسمبلی کے مقاصد میں عالم اسلام کے نوجوانوں اور تمام دنیا کے نوجوانوں کے درمیان بڑے پیمانے پر رابطہ استوار کرنا ہے

اسمبلی نے آج متعدد قراردادیں منظور کیں پہلی قرارداد میں نوآبادیات۔ سرمایہ داری اور اشتراکیت کی مذمت کی گئی ہے۔ قرارداد میں کہا گیا ہے۔ کہ سرمایہ داری اور اشتراکیت موجودہ زمانے کا سب سے بڑا وبال ہے۔ اس کا خاتمہ کرنا چاہئے۔

خرطوم ۸ جنوری۔ خرطوم کے محکمہ تعمیرات عامہ کے ایک انجینئر نے خرطوم کی بڑھتی ہوئی آبادی کا مسئلہ حل کرنے کی غرض سے تجویز کیا ہے کہ جبل الاولیا میں ایک نیا شہر آباد کیا جائے۔

شام میں خاص کمیٹی کی تشکیل

دمشق ۸ جنوری۔ شامی پارلیمنٹ نے ایک خاص کمیٹی اس مقصد کے لئے تشکیل کی ہے کہ برطانی عراقی پٹرول کمپنی کو شام میں جو مراعات حاصل ہیں ان پر نظر ثانی کی جائے۔ کمپنی کے ساتھ حکومت شام کی گزشتہ دو سال سے مفاہمتی گفت وشنید جاری ہے

دونوں پنجابوں کے پولیس افسروں کا اجلاس

نئی دہلی ۸ جنوری۔ امرتسر کی ایک اطلاع میں بتایا گیا ہے کہ آج وہاں دونوں پنجابوں کی سرحدی پولیس کے افسروں کا ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں ناجائز درآمد و برآمد کو سختی کے ساتھ ختم کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

اجلاس میں دونوں سرحدوں پر جرائم میں کمی پر اطمینان کا اظہار کیا گیا۔

مارشل ٹیٹو وزیر اعظم مصر سے ملیں گے

بلگراڈ ۸ جنوری انڈونیشیا اور تھائی لینڈ نے مارشل ٹیٹو کو دورہ کی دعوت دی ہے۔ ایک خبر رساں ایجنسی کا کہنا ہے۔ کہ اگرچہ مارشل ٹیٹو ایشیا کی سیاسیات میں گہری دلچسپی رکھتے ہیں۔ اور ان کی آرزو ہے کہ وہ ان ممالک کا دورہ کریں۔ لیکن اس کے باوجود وہ یہ دعوت قبول کرنے سے معذور ہیں۔ وہ مصر کی دعوت کو بھی قبول نہیں کر سکیں گے۔ البتہ قاہرہ سے گذرتے ہوئے وہ وزیر اعظم مصر سے ملیں گے۔

تعلیم الاسلام کالج یونین کے زیر اہتمام ڈاکٹر شیٹس کا لیکچر

۱۱ جنوری بروز منگل "لجنہ اماء اللہ" کے ہال میں ٹھیک ایک بجے تعلیم الاسلام کالج یونین کے زیر اہتمام ایک میٹنگ ہو رہی ہے جس میں ایف۔ سی کالج لاہور کے ڈاکٹر شیٹس "Shutting doors" کے موضوع پر تقریر فرمائیں گے۔

جو حضرات اس میٹنگ میں تشریف لانا چاہتے ہوں۔ وہ کالج یونین کے سیکرٹری سے ہال میں داخلہ کے ٹکٹ مفت حاصل کر سکتے ہیں۔

سید محمد احمد لطیف
سیکرٹری کالج یونین

پاکستان میں ایٹمی توانائی کا ادارہ قائم کیا جائیگا

کراچی ۸ جنوری۔ اقوام متحدہ نے ایٹمی قوت کو پر امن مقاصد کے لئے استعمال کرنے کا جو پروگرام بنایا ہے۔ اس کو ترقی دینے کے سلسلے میں حکومت پاکستان نے ایٹمی توانائی کی ایک انسٹی ٹیوٹ قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس سلسلے میں محصولات کمیشن کے صدر ڈاکٹر نذیر احمد۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔ ایف۔ آئی پی کی صدارت میں ایک کمیٹی بنانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ یہ کمیٹی ایٹمی توانائی کا ایسا پروگرام بنائے گی۔ پاکستان ریڈیائی معدنیات کا جائزہ لینے کا ایک منصوبہ بنائے گی اور پاکستان میں ایٹمی توانائی کا ادارہ قائم کرنے سے متعلق تمام تفاصیل تیار کرے گی جن کا تعلق ایٹمی ادارے کے محل وقوع تنظیم اور انتظامی عملہ۔ ایٹمی توانائی سے متعلق کتب کی فراہمی ضروری مشینری اور ریڈیائی مادہ کی فراہمی اور ابتدائی دو سال کے لئے تحقیق کے پروگرام کی تفاصیل بھی شامل ہوں گی کمیٹی ایٹمی توانائی کے پروگرام کے لئے عملے کی تربیت کے انتظامات کا منصوبہ بھی تیار کرے گی۔ اس سلسلے میں دوست ممالک سے جس قسم کے اور جتنے فنی عملے کی ضرورت ہو گی ان کی تعداد اور ایٹمی قوت کی تحقیق اور اس سے استفادہ حاصل کرنے کے پروگرام میں حکومت کو ہر قسم کا مشورہ دے گی۔

بقیہ صفحہ ۳

اور نہ زمانہ کا ارتقاء اس کو قبول کر سکتا ہے ایک دوسرے پیرائے میں سوال پھر سمجھ لیجئے۔ آخر یہ کس طرح ہے کہ ہماری یہ حامئی اسلام جماعتیں یہ احیاء و تجدید کی مدعی پارٹیاں حکومت سے براہ راست ٹکر لئے بغیر خواہ ٹکر کا آغاز حکومت کی طرف سے ہی کیوں نہ ہو۔ احیاء و تجدید کا کام نہیں کر سکتیں خاص کر اسلامی ممالک میں؟ ملک میں بدامنی اور انار کی پھیلانے کے بغیر مسلمانوں کو دین کا پابند نہیں بنا سکتیں؟ باہم گتھم گتھا اور دار و گیر ہونے کے بغیر اسلامی حکومت قائم نہیں کر سکتیں۔

ہمارا دوسرا سوال یہ ہے کہ دنیا میں اسلام کو کس نے پھیلایا ہے۔ کیا ہارون رشید۔ محمود غزنوی یا بابر نے پھیلایا ہے۔ یا ان درویشوں نے جن کو حکومت تو کیا کبھی سیر ہو کر روٹی بھی کھانے کیلئے میسر نہیں آتی رہی۔ انڈونیشیا۔ چین خود ہندوستان میں کون اسلام پھیلانے آئے تھے۔ کیا وہ تھے جو حکومتوں سے ٹکریں لیتے تھے یا وہ تھے جو انگلی کے ایک اشارے سے دہلی کا تخت توالٹ سکتے تھے مگر اس سے تعرض نہیں کرتے تھے۔

کہا جاتا ہے کہ حضرت سید احمد سرہندی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے جہانگیر بادشاہ سے کلمہ حق کہا اور جہانگیر بادشاہ نے انہیں گوالیار کے قلعہ میں قید کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت امام اعظم علیہ الرحمۃ کو ہارون رشید نے جیل میں ڈال دیا۔ حضرت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو کلمہ حق کہنے کی وجہ سے مامون رشید نے کوڑے لگوائے۔ ٹھیک ہے مگر کیا۔ حضرت مجدد الف ثانی۔ امام اعظم اور امام احمد حنبل نے اخوان المسلمون ایسی پارٹی بنا کر اپنے ایذا اور آزار دینے والوں کی حکومت کا تختہ الٹنے کی کوشش بھی کی۔ تاکہ ان کی حکومت ہٹا کر متقیوں کی حکومت قائم کر دی جائے۔

لوگ حیران ہوں گے کہ جب اخوان المسلمون ایسے متقی۔ ایسے صالح اور رحانی زین شین اور اسلام کے احیاء و تجدید کے داعی تھے جیسا کہ مولانا موصوف نے بیان فرمایا۔ تو پھر مصری حکومت نے ان کے ملیامیٹ کرنے کا کیوں بیڑا اٹھایا ہے۔ ہم خود بھی حیران ہیں اور سخت حیران ہیں کہ اخوان المسلمون کی جماعت کی جماعت کو جڑ سے اکھاڑنے کے لئے کیوں اتنا سخت اقدام کیا گیا ہے کہ اسلامی دنیا میں اپنی بدنامی کا بھی ذرا خوف نہ رہا۔

جناب مولانا احسن راغب کی تمام تعریفوں کو مانتے ہوئے جو انہوں نے اخوان کی کی ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اخوان ایک منظم جماعت ہے جس نے انقلابی حکومت کی مخالفت ایسے باغیانہ انداز سے کی ہے کہ جس سے صحیح یا غلط طور پر انقلابی کونسل کو ملک میں بد امنی کا خوف پیدا ہو گیا۔ جلد یہی سہی کہ انہیں اپنی حکومت کا تختہ الٹ جانے کا خدشہ لاحق ہو گیا۔ کچھ بھی ہو کم سے کم سوال کی صورت یہ ہے۔ کہ کیا ایک اسلامی مملکت میں جس کی عنان حکومت ایک مسلمان کے ہاتھ میں ہو خواہ وہ فاسق و فاجر ہی ہو اصلاح اور احیاء و تجدید کا ایسا انداز اختیار کرنا جس سے ارباب اقتدار کو اپنی حکومت کا تختہ الٹنے کا خدشہ لاحق ہو جائے۔ اسلام میں جائز ہے؟ ایک نہایت سادہ